هفت روزه

خدام الدین لاهور

زیر سرپرستی

شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی مدظلہ

شیرانوالہ دروازہ لاہور

Siraj-ul-Haq Siddiqi

۱۲ اگست سنہ ۱۹۶۰

یکے از مطبوعات انجمن خدام الدین ◎ لاہور

ہدیہ چار آنے

اقبالِ جرم

لال دین اخگر۔ بی۔اے، بی۔ٹی

الٰہی اپنے ظلم و جور کا اقرار کرتا ہوں
ترے در پہ بصد گریہ میں استغفار کرتا ہوں

خطا پوشی ترا شیوہ، خطا کاری مری عادت
دعا ہے، اب چھپا لے اپنے دامن میں تری رحمت

سیاہکاروں کو آخر تیری بخشش کا سہارا ہے
جہنم میں ترے بندے ہوں، کب تجھ کو گوارا ہے؟

نہیں ہوں، میں نہیں ہوں، تیرے شب بیدار بندوں میں
میں غافل ہوں، نہیں گنتی مری ہشیار بندوں میں

مگر تیرے سوا میرا نہیں حاجت روا کوئی
میں گردابِ بلا میں ہوں، نہیں مشکل کشا کوئی

مرے شام و سحر گزرے سدا غفلت شعاری میں
تمرد میں، ہوا و حرص میں، دولت شماری میں

مگر ہر حال میں نظریں رہی ہیں تیری رحمت پر
ترے محبوبؐ کی حسنِ مروت اور شفاعت پر

خداوندا! عبادت کی مجھے توفیق ارزاں کر
مرے ظلمت کدے کو اب چراغاں کر، فروزاں کر

کوئی تو ہے!

پروفیسر خالد بزمی صاحب ایم اے

اس جہانِ رنگ و بو کا پاسباں کوئی تو ہے
اس چمن زارِ حسیں کا باغباں کوئی تو ہے

کس نے آخر بلبلوں کو نغمہ پیرا کر دیا
جس کے دم سے ہے شگفتہ گلستاں کوئی تو ہے

کس کے باعث ہر طرف ہیں طائروں کے چہچہے
زیست کی خاموشیوں میں نغمہ خواں کوئی تو ہے

زندگی کا کارخانہ خود بخود چلتا نہیں!
اس طلسمِ دہر کی روحِ رواں کوئی تو ہے

ابنِ آدم آج تک ہر بات سے ہے بے خبر
آخر اس کی زندگی کا رازداں کوئی تو ہے

کون ہے جس کی طلب میں پھر رہی ہے زندگی
عقل کے آئینہ خانوں میں نہاں کوئی تو ہے

کس کے دم سے دور ہو جاتی ہیں یہ تاریکیاں
ہو نہ ہو اس بزم میں جلوہ فشاں کوئی تو ہے

خود بخود، کہتے ہیں، اک پتا بھی ہل سکتا نہیں
پھر زمین و آسماں کا حکمراں کوئی تو ہے

کس کی جانب دم بدم اٹھتی ہے بزمی کی نظر
اس چمن میں اس پہ اتنا مہرباں کوئی تو ہے

ہفت روزہ خدام الدین لاہور

جلد ۶ | جمعۃ المبارک ۱۸ صفر المظفر سنہ ۱۳۸۰ھ مطابق ۱۲ اگست سنہ ۱۹۶۰ء | شمارہ ۵

یوم استقلال

آج ۱۲ اگست سنہ ۱۹۶۰ء ہے پرسوں ۱۴ اگست سنہ ۱۹۶۰ء کے دن پاکستان اپنی حیات مستعار کے ۱۳ سال پورے کرلیگا۔ اس دن ملک کے طول و عرض میں جشن یوم استقلال منایا جائیگا۔ فجر کی نماز کے بعد مساجد میں اللہ تعالیٰ کا شکریہ ادا کیا جائیگا۔ دن کو کراچی، لاہور اور راولپنڈی میں فوجی پریڈیں ہوں گی۔ صدر مملکت، صوبائی گورنر، کمانڈر انچیف اور دوسرے بڑے بڑے سول اور فوجی حکام سلامی لیں گے اور ریڈیو پر اور جلسوں میں تقریریں کریں گے۔ ۱۳ سال کے عرصہ میں پاکستان نے مادی لحاظ سے جو ترقی کی ہے ان سب کی تقریروں میں اس کا ذکر کیا جائے گا۔ خطابات و تمغہ جات حاصل کرنے والوں کے ناموں کا اعلان ہوگا۔ رات کو چراغاں ہوگا۔ اخبارات اور رسائل استقلال نمبر شائع کریں گے۔ سوائے چراغاں کے جو اسراف کی زد میں آتا ہے باقی سب کچھ اپنی جگہ ٹھیک اور درست ہے۔ ع

چشم ما روشن دل ما شاد

کسی صاحب عقل و دانش انسان کو انکار کی مجال نہیں کہ پاکستان نے تیرہ سال کے مختصر عرصہ میں مادی لحاظ سے واقعی بڑی ترقی کی ہے۔ اس مدت میں ہم نے بے شمار کارخانے لگائے اور چالو کئے الحمد للہ! اب ہم بہت سی چیزوں میں نہ صرف خود کفیل ہیں بلکہ ان کو برآمد کرنے کے قابل بھی ہو چکے ہیں۔ کپڑا، اخباری اور سفید کاغذ کافی مقدار میں برآمد کیا جا رہا ہے۔ اگرچہ پاکستانی عوام کو ان میں سے کوئی چیز بھی سستے داموں مہیا نہیں ہو رہی۔ خدا کرے کہ عوام کی یہ مشکل بھی جلد ہی حل ہو جائے۔ تقسیم کے بعد چند سال تک بجلی کی بہم رسانی کے معاملہ میں ہم ہندوستان کے دست نگر تھے۔ تقسیم سے پہلے مغربی پاکستان کو جوگندر نگر کے بجلی گھر سے بجلی مہیا ہوتی تھی۔ اور تقسیم کے بعد وہ ہندوستان کے قبضہ میں چلا گیا۔ اب بفضلہ تعالیٰ ہم نے بجلی کے اپنے کارخانے چالو کر لئے ہیں اور چند سالوں میں تمام چھوٹے بڑے شہروں کے علاوہ ہم انشاء اللہ ملک کے اکثر دیہات کو بھی بقعۂ نور بنانے کے قابل ہو جائیں گے۔

جہالت کے اندھیرے کو دور کرنے کے لئے ہم نے نئی یونیورسٹیاں بنائیں بے شمار نئے اسکول و کالج کھولے۔ اگرچہ کتاب و سنت کی تعلیم سے محروم رہنے کے باعث جہالت کے گھٹا ٹوپ اندھیرے ہمارے جدید تعلیم یافتہ نوجوان کے دل و دماغ پر اور زیادہ مسلط ہوتے گئے۔ ع

مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی

مادی ترقی کی رفتار گزشتہ سال سے تو اور زیادہ تیز ہو گئی ہے۔ اس دوران میں ہم نے ہر قسم کی اصلاحات کرنے کا بیڑا اٹھایا۔ ان میں سے بعض تو نافذ بھی ہو چکی ہیں اور بعض عنقریب نافذ کر دی جائیں گی آئین سازی کا مسئلہ ابھی تک زیر غور ہے۔ آئین کمیشن کا تقرر ہو چکا ہے۔ آئین کمیشن کے سوالنامہ کے جوابات افراد اور اداروں کی طرف سے آئین کمیشن کے دفتر میں بھیجے جا چکے ہیں۔ اس معاملہ میں حکومت کا یہ رویہ بے حد افسوسناک ہے کہ وہ اپنے زاویہ نگاہ کی اشاعت تو کر رہی ہے۔ صدر مملکت، وزراء اور دوسرے حکام تقریروں اور ضلعی۔ ڈویژنل اور صوبائی کونسلیں ریزولیوشن کے ذریعہ حکومت کا نکتہ نگاہ پیش کر رہی ہیں۔ لیکن افراد اور اداروں کو اپنے خیالات پیش کرنے سے روک دیا گیا ہے۔

مسلمان افراد۔ قوم اور سلطنتوں کو مادی ترقی کے ساتھ ساتھ روحانی ترقی کی بھی ضرورت ہے۔ روحانی ترقی سے ہماری مراد یہ ہے کہ ان کا تعلق باللہ اور تعلق بالرسول ﷺ بھی درست ہونا ضروری ہے۔ اگر یہ دن کو سر بکف ہو کر میدان جہاد میں شامل ہوں تو رات کو اللہ تعالیٰ کے دربار میں سربسجود ہوں اور اپنی آہ نیم شبی سے اللہ تعالیٰ کی رحمت کو کشش کریں۔ صحابہ کرام رضؓ جن کو اللہ تعالیٰ نے خیر امۃ کا خطاب عطا فرمایا ہے۔ ان کی یہی حالت تھی۔ ہمیں افسوس سے اس حقیقت کا اعتراف کرنا پڑتا ہے کہ ہم نے روحانی لحاظ سے نہ صرف یہ کہ کوئی ترقی نہیں کی بلکہ ہم قعر مذلت میں گر گئے ہیں۔ ہمیں یہ کہتے ہوئے کوئی باک نہیں کہ اس کے لئے اگر سابقہ حکومتیں مجرم تھیں تو موجودہ حکومت نے بھی قوم کی روحانی ترقی کے لئے کچھ نہیں کیا بلکہ یہ کہنا مبالغہ نہ ہوگا کہ اس نے موسیقی، ناچ سینما اور مینا بازاروں کے ذریعہ قوم کو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ سے زیادہ دور کر دیا ہے۔ اگر زعمائے حکومت میں سے ایک کو قرآن مجید کی تلاوت کرتے ہوئے رونا آ جائے اور باقی ننانویں فیصد اراکین حکومت تلاوت قرآن مجید سے نہ صرف محروم ہوں بلکہ کھلم کھلا اللہ تعالیٰ کے باغی ہوں تو قوم پر ایک کا نہیں بلکہ ننانویں کا اثر ہوگا۔

ہمیں اس بات کا دکھ ہے کہ پاکستان جس مقصد کے لئے حاصل کیا گیا تھا وہ اب تک پورا نہیں ہوا بلکہ ہم اس مقصد سے روز بروز دور ہوتے جا رہے ہیں۔ اس سلسلہ میں ہم نے قوم سے جو وعدے کئے تھے باوجود استطاعت ہونے کے ان کو پورا کرنے کی کوشش نہیں کی۔ ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ عوام اور حکام سب کو ان وعدوں کو پورا کرنے اور پاکستان کو صحیح معنوں میں پاکستان بنانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین یا الٰہ العالمین۔

دیں ہاتھ سے دیکر اگر آزاد ہو ملت
ہے ایسی تجارت میں مسلماں کا خسارا

(اقبالؒ)

احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

اونگھ کی حالت میں نماز نہ پڑھو

عَنْ عَائِشَةَ رضؓ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا نَعَسَ اَحَدُکُمْ وَھُوَ یُصَلِّیْ فَلْیَرْقُدْ حَتّٰی یَذْھَبَ عَنْہُ النَّوْمُ فَاِنَّ اَحَدَکُمْ اِذَا صَلّٰی وَھُوَ نَاعِسٌ لَا یَدْرِیْ لَعَلَّہٗ یَسْتَغْفِرُ فَیَسُبَّ نَفْسَہٗ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ۔

ترجمہ:۔ عائشہ رضؓ کہتی ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں سے جب کوئی شخص نماز میں اونگھنے لگے تو اس کو چاہیئے کہ سو رہے۔ یہاں تک کہ اس کی نیند جاتی رہے۔ اس لئے کہ اونگھتے ہوئے نماز پڑھنے کی حالت میں وہ یہ نہیں جان سکتا کہ کیا کہہ رہا ہے۔ ممکن ہے کہ وہ مغفرت کا طالب ہو اور اس کی زبان سے بد دعا نکل جائے۔

دین آسان چیز ہے

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رضؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ الدِّیْنَ یُسْرٌ وَّلَنْ یُّشَادَّ الدِّیْنَ اَحَدٌ اِلَّا غَلَبَہٗ فَسَدِّدُوْا وَقَارِبُوْا وَاَبْشِرُوْا وَاسْتَعِیْنُوْا بِالْغَدْوَۃِ وَالرَّوْحَۃِ وَشَیْءٍ مِّنَ الدُّلْجَۃِ رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ۔

ترجمہ:۔ ابو ہریرہ رضؓ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دین ایک آسان چیز ہے۔ اور دین میں جو شخص سختی کرتا ہے دین اس پر غالب آجاتا ہے۔ پس میانہ روی اختیار کرو۔ قوت کے مطابق عمل کرو خوش رہو اور صبح وشام اور کچھ رات کے حصہ میں خدا[1] سے مدد طلب کرو۔

رات کے بقیہ وظیفہ کی قضاء کا حکم

عَنْ عُمَرَ رضؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ نَامَ عَنْ حِزْبِہٖ اَوْ عَنْ شَیْءٍ مِّنْہُ فَقَرَاَہٗ فِیْمَا بَیْنَ صَلٰوۃِ الْفَجْرِ وَصَلٰوۃِ الظُّھْرِ کُتِبَ لَہٗ کَاَنَّمَا قَرَاَہٗ مِنَ اللَّیْلِ۔ رَوَاہُ مُسْلِمٌ۔

ترجمہ:۔ عمر رضؓ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص اپنا وظیفہ پورا کئے بغیر سو رہا یا کچھ وظیفہ پڑھنے سے رہ گیا اور اس کو نیند آگئی اور پھر اسکو نماز فجر اور نماز ظہر کے درمیان پڑھ لیا۔ تو وہ اسی حساب میں شمار کیا جاتا ہے گویا اس نے رات ہی کو پڑھا ہے۔

نماز کی تاکید

عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَیْنٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ صَلِّ قَائِمًا فَاِنْ لَّمْ تَسْتَطِعْ فَقَاعِدًا فَاِنْ لَّمْ تَسْتَطِعْ فَعَلٰی جَنْبٍ۔ رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ

ترجمہ:۔ عمران بن حصین رضؓ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کھڑا ہو کر نماز پڑھ اگر کھڑا ہونے کی قوت نہ ہو بیٹھ کر پڑھ اور بیٹھنے کی قوت بھی نہ ہو تو پہلو پر لیٹ کر پڑھ۔

بیٹھ کر نوافل پڑھنے کا آدھا ثواب ہے

عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَیْنٍ رضؓ اَنَّہٗ سَاَلَ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَنْ صَلٰوۃِ الرَّجُلِ قَاعِدًا قَالَ اِنْ صَلّٰی قَائِمًا فَھُوَ اَفْضَلُ وَمَنْ صَلّٰی قَاعِدًا فَلَہٗ نِصْفُ اَجْرِ الْقَائِمِ وَمَنْ صَلّٰی نَائِمًا فَلَہٗ نِصْفُ اَجْرِ الْقَاعِدِ۔ رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ۔

ترجمہ:۔ عمران بن حصین رضؓ کہتے ہیں کہ انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اس شخص کے متعلق سوال کیا جو (نفل) نماز بیٹھ کر پڑھتا ہو۔ آپ نے فرمایا۔ اگر کھڑے ہو کر پڑھے تو بہتر ہے اور بیٹھ کر پڑھنے کا ثواب کھڑے ہو کر پڑھنے سے آدھا ہے اور جو شخص لیٹ کر پڑھے۔ اس کا ثواب بیٹھے ہوئے پڑھنے کے ثواب سے آدھا ہے۔

سوتے وقت ذکر الٰہی کا بیان

عَنْ اَبِیْ اُمَامَۃَ رضؓ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ مَنْ اَوٰی اِلٰی فِرَاشِہٖ طَاھِرًا وَّذَکَرَ اللّٰہَ حَتّٰی یُدْرِکَہُ النُّعَاسُ لَمْ یَنْقَلِبْ سَاعَۃً مِّنَ اللَّیْلِ یَسْاَلُ اللّٰہَ فِیْھَا خَیْرًا مِّنْ خَیْرِ الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ اِلَّا اَعْطَاہُ اِیَّاہُ ذَکَرَہُ النَّوَوِیُّ فِیْ کِتَابِ الْاَذْکَارِ بِرِوَایَۃِ ابْنِ السُّنِّیِّ۔

ترجمہ:۔ ابو امامہ رضؓ کہتے ہیں کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا ہے کہ جو شخص .... باوضو اپنے بستر پر جائے اور اللہ کا ذکر کرتا رہے یہاں تک کہ اس کو نیند آجائے اور جب رات کو پہلو بدلے تو خدا سے دین و دنیا کی بھلائی چاہے تو خدا اس کو دین و دنیا کی بھلائی عطا فرما دیتا ہے۔

کن دو شخصوں سے خدا خوش ہوتا ہے؟

عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رضؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَجِبَ رَبُّنَا مِنْ رَّجُلَیْنِ رَجُلٌ ثَارَ عَنْ وِطَائِہٖ وَلِحَافِہٖ مِنْ بَیْنِ حِبِّہٖ وَاَھْلِہٖ اِلٰی صَلٰوتِہٖ فَیَقُوْلُ اللّٰہُ لِمَلٰٓئِکَتِہٖ اُنْظُرُوْا اِلٰی عَبْدِیْ ثَارَ عَنْ فِرَاشِہٖ وَوِطَائِہٖ مِنْ بَیْنِ حِبِّہٖ وَاَھْلِہٖ اِلٰی صَلٰوتِہٖ رَغْبَۃً فِیْمَا عِنْدِیْ وَشَفَقًا مِّمَّا عِنْدِیْ وَرَجُلٌ غَزَا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ فَانْھَزَمَ مَعَ اَصْحَابِہٖ فَعَلِمَ مَا عَلَیْہِ فِی الْاِنْھِزَامِ وَمَا لَہٗ فِی الرُّجُوْعِ فَرَجَعَ حَتّٰی ھُرِیْقَ دَمُہٗ فَیَقُوْلُ اللّٰہُ لِمَلٰٓئِکَتِہٖ اُنْظُرُوْا اِلٰی عَبْدِیْ رَجَعَ رَغْبَۃً فِیْمَا عِنْدِیْ وَشَفَقًا مِّمَّا عِنْدِیْ حَتّٰی ھُرِیْقَ دَمُہٗ رَوَاہُ فِیْ شَرْحِ السُّنَّۃِ۔

ترجمہ:۔ عبد اللہ بن مسعود رضؓ کہتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ ہمارا پروردگار دو شخصوں سے خوش ہوتا ہے جو اپنے نرم بچھونے اور لحاف اور اپنی محبوبہ (بیوی) اور بیوی سے رات کے وقت نماز کے لئے علیحدہ ہوا خداوند تعالیٰ اس شخص کو دیکھ کر اپنے فرشتوں سے کہتا ہے میرے بندے کو دیکھو جو صرف نماز کے لئے اپنے نرم و گرم بچھونے اور محبوبہ (بیوی) اور اپنی بیوی سے علیحدہ ہوا اور اس چیز کی خواہش سے علیحدہ ہوا جو میرے پاس ہے یعنی جنت اور ثواب اور اس چیز کے خوف سے جو میرے پاس ہے یعنی دوزخ اور عذاب اور دوسرا وہ شخص جو صرف خدا کی راہ میں لڑا اور اپنے ساتھیوں کے ہمراہ دشمن کے مقابلہ سے بھاگ کھڑا ہوا۔ پھر اس نے محسوس کیا بھاگنے میں کتنا بڑا گناہ ہے اور واپس جاکر لڑنے میں کتنا ثواب ہے اور یہ محسوس کر کے وہ لوٹ پڑا اور دشمن سے لڑا یہاں تک کہ شہید ہوا۔ خداوند تعالیٰ اس کو دیکھ کر فرشتوں سے کہتا ہے میرے بندے کو دیکھو جو واپس آیا محض اس چیز کی خواہش سے جو میرے پاس ہے یعنی جنت اور ثواب اور اس چیز کے خوف سے جو میرے پاس ہے یعنی دوزخ اور عذاب۔ یہاں تک کہ اس نے اپنا خون بہا دیا

بنا کردند خوش رسمے بخاک و خون غلطیدن
خدا رحمت کند ایں عاشقان پاک طینت را

---

[1] یہ اشارہ تہجد کی نماز کی طرف ہے۔

خطبہ یوم الجمعہ مورخہ ۱۱ صفر ۱۳۸۰ھ مطابق ۵ اگست ۱۹۶۰ء

از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب دروازہ شیرانوالہ لاہور

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی ۔ اَمَّا بَعْدُ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق حمیدہ پر شواہد احادیث نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے

پہلا

عَنْ اَنَسٍؓ قَالَ خَدَمْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَشْرَ سِنِیْنَ فَمَا قَالَ لِیْ اُفٍّ وَّ لَا لِمَ صَنَعْتَ وَلَا اَلَّا صَنَعْتَ (متفق علیہ)۔

ترجمہ۔ انسؓ سے روایت ہے۔ کہا۔ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت دس سال کی ہے۔ پس کبھی مجھ سے اُف نہیں فرمایا۔ اور نہ فرمایا۔ تم نے یہ کیوں کیا اور نہ کبھی یہ فرمایا۔ کیا تم نے (اب تک نہیں کیا) اس حدیث کو صاحب بخاری شریف اور صاحب مسلم شریف نے بیان کیا ہے۔

کتنے بلند اخلاق ہیں

کہ خادم سے کبھی بھی درشت خوئی سے پیش نہیں آئے اور خادم کی خدمت کی میعاد دس سال ہے۔ کوئی ایک دو دن نہیں ہے

سچا مسلمان

عورت ہو یا مرد وہی ہے جو آپؐ کے نقش قدم پر چلے۔

اور کھوٹے مسلمان وُہ ہیں

جن پر اسلام کا لیبل تو ہو۔ مگر انکی شکل و شباہت عادات و اطوار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف ہوں وما علینا الا البلاغ۔

دُوسرا

عَنْ اَنَسٍؓ قَالَ کُنْتُ اَمْشِیْ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَعَلَیْہِ بُرْدٌ نَجْرَانِیٌّ غَلِیْظُ الْحَاشِیَۃِ فَاَدْرَکَہُ الْاَعْرَابِیُّ فَجَبَذَہٗ بِرِدَائِہٖ جَبْذَۃً شَدِیْدَۃً وَّرَجَعَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ نَحْرِ الْاَعْرَابِیِّ حَتّٰی نَظَرْتُ اِلٰی صَفْحَۃِ عَاتِقِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَدْ اَثَّرَتْ بِہَا حَاشِیَۃُ الْبُرْدِ مِنْ شِدَّۃِ جَبْذَتِہٖ ثُمَّ قَالَ یَا مُحَمَّدُ مُرْ لِیْ مِنْ مَّالِ اللّٰہِ الَّذِیْ عِنْدَکَ فَالْتَفَتَ اِلَیْہِ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ثُمَّ ضَحِکَ ثُمَّ اَمَرَ لَہٗ بِعَطَآءٍ (متفق علیہ)

ترجمہ۔ حضرت انسؓ سے روایت ہے۔ کہا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ چل رہا تھا اور آپؐ پر نجرانی چادر تھی موٹے کنارے والی۔ پس پایا آپؐ کو ایک اعرابی نے۔ پس آپؐ کو کھینچا۔ آپؐ کی چادر پکڑ کر بڑا سخت کھینچنا اور لوٹ کر گر پڑے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اعرابی کی چھاتی میں۔ یہاں تک کہ دیکھا میں نے طرف کنارے کندھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تحقیق نشان کیا تھا اس پر چادر کے کنارے نے بسبب زور سے اس کے کھینچنے نے۔ پھر کہا۔ اے محمدؐ حکم کر میرے لئے اللہ کے اس مال میں سے جو تیرے پاس ہے پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی طرف توجہ فرمائی۔ پھر ہنس پڑے۔ پھر آپؐ نے اس کے واسطے دینے کا حکم فرمایا

آپؐ کی بلند اخلاقی

ملاحظہ فرمایئے کہ وہ دیہاتی تو آپؐ سے اس بے تمیزی سے پیش آیا۔ اور آپؐ ہنس پڑے اور آپؐ نے اس کی مطلب براری کا حکم دیا اللھم اجعلنا من اتباعہ الصالحین

تیسرا

عَنْ اَنَسٍؓ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَحْسَنَ النَّاسِ وَاَجْوَدَ النَّاسِ وَاَشْجَعَ النَّاسِ وَلَقَدْ فَزِعَ اَہْلُ الْمَدِیْنَۃِ ذَاتَ لَیْلَۃٍ فَانْطَلَقَ النَّاسُ قِبَلَ الصَّوْتِ فَاسْتَقْبَلَہُمُ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَدْ سَبَقَ النَّاسَ اِلَی الصَّوْتِ وَہُوَ یَقُوْلُ لَمْ تُرَاعُوْا لَمْ تُرَاعُوْا وَہُوَ عَلٰی فَرَسٍ لِّاَبِیْ طَلْحَۃَ عُرْیٍ مَا عَلَیْہِ سَرْجٌ وَّفِیْ عُنُقِہٖ سَیْفٌ فَقَالَ لَقَدْ وَجَدْتُّہٗ بَحْرًا (متفق علیہ)

ترجمہ۔ انس رضؓ سے روایت ہے۔ کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سب آدمیوں سے زیادہ خوبصورت تھے اور سب سے زیادہ سخی بھی تھے اور سب سے زیادہ بہادر بھی تھے اور البتہ تحقیق مدینہ والے ایک رات کو پریشان ہوئے۔ پس سب لوگ (اکٹھے ہوکر) آواز کی طرف گئے۔ پھر آگے سے انہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم ملے۔ جو سب سے پہلے لوگوں سے آواز کی طرف گئے تھے۔ اور آپؐ فرما رہے تھے کوئی خوف نہ کرو۔ کوئی خوف نہ کرو۔ اور آپؐ ابی طلحہؓ کے گھوڑے پر سوار ہو رہے تھے ننگی پیٹھ والے پر اس پر زین نہیں ڈالی گئی تھی اور آپؐ کی گردن میں تلوار تھی۔ پس آپؐ نے فرمایا۔ البتہ میں نے اس (گھوڑے) کو سمندر کی طرح (یعنی تیز رفتار) پایا ہے۔

حاصل

اس حدیث شریف سے یہ ثابت ہوا کہ آپؐ سب لوگوں سے زیادہ بہادر تھے۔

چوتھا

عَنْ جَابِرٍ رضؓ مَا سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ شَیْئًا قَطُّ فَقَالَ لَا مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ ۔ ترجمہ۔

حضرت جابرؓ سے روایت ہے (کہا) نہیں سوال کئے گئے رسول اللہ ﷺ کبھی بھی پس سائل کو فرمایا ہو کہ یہ چیز میرے پاس نہیں ہے۔

ثابت ہوتا ہے

کہ آپؐ سب لوگوں سے زیادہ سخی تھے کہ کبھی کسی چیز کے عطا کرنے میں بخل نہیں فرماتے تھے۔

پانچواں

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قِیْلَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اُدْعُ عَلَی الْمُشْرِکِیْنَ قَالَ اِنِّیْ لَمْ اُبْعَثْ لَعَّانًا وَّاِنَّمَا بُعِثْتُ رَحْمَۃً (رواہ مسلم) ترجمہ۔ ابی ہریرہؓ سے روایت کی گئی ہے کہا یا رسول اللہ ﷺ مشرکوں کے لئے بد دعا فرمایئے۔ آپؐ نے فرمایا۔ میں لعنت کرنے والا بنا کر نہیں بھیجا گیا اور سوائے اسکے نہیں مجھے رحمت بنا کر بھیجا گیا ہے

حاصل

آپ کے اخلاق کتنے بلند ہیں کہ دن رات مخالفت کرنے والوں اور ستانے والوں اور جان کے دشمنوں کے لئے بد دعا کرنا پسند نہیں فرماتے

چھٹا

عَنِ الْاَسْوَدِ قَالَ سَاَلْتُ عَائِشَۃَ رضؓ مَا کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَصْنَعُ فِیْ بَیْتِہٖ قَالَتْ کَانَ یَکُوْنُ فِیْ مِھْنَۃِ اَھْلِہٖ تَعْنِیْ خِدْمَۃَ اَھْلِہٖ فَاِذَا حَضَرَتِ الصَّلٰوۃُ خَرَجَ اِلَی الصَّلٰوۃِ (رواہ البخاری) ترجمہ۔ اسودؓ سے روایت ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے عائشہؓ سے سوال کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گھر کے اندر کیا کیا کرتے تھے۔ بی بی صاحبہؓ نے فرمایا اپنے گھر والوں کے کام کاج کیا کرتے تھے۔ پھر جب نماز کا وقت آجاتا تو نماز کے لئے نکل جاتے تھے

بلندیٔ اخلاق کی ملاحظہ ہو

کہ باوجود سید الانبیاء علیہم السلام ہونے کے اپنے گھر والوں کی خدمت بجا لاتے ہیں۔ ایک لاکھ تیئیس ہزار پیغمبروں کا سردار ہونا اور پھر گھر کی خدمت انجام دینا اور پھر اس خدمت کو اپنے لئے کسر شان نہ سمجھنا یا اخلاق کی بلندی نہیں ہے تو اور کیا ہو سکتا ہے۔

ساتواں

عَنْ عَائِشَۃَ رضؓ قَالَتْ مَا ضَرَبَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ شَیْئًا قَطُّ بِیَدِہٖ وَلَا امْرَاَۃً وَّلَا خَادِمًا اِلَّا اَنْ یُّجَاھِدَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ وَمَا نِیْلَ مِنْہُ شَیْءٌ قَطُّ فَیَنْتَقِمَ مِنْ صَاحِبِہٖ اِلَّا اَنْ یُّنْتَھَکَ شَیْءٌ مِّنْ مَّحَارِمِ اللّٰہِ فَیَنْتَقِمُ لِلّٰہِ (رواہ مسلم) ترجمہ۔ عائشہؓ سے روایت ہے آپؓ نے فرمایا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی چیز کو اپنے ہاتھ سے نہیں مارا۔ نہ کسی عورت کو اور نہ کسی خادم کو۔ مگر یہ کہ اللہ کی راہ میں جہاد کرتے تھے (تو جہاد کی حالت میں کافروں کو مارتے تھے) اور نہ تکلیف پہنچی۔ آپؐ کو کبھی بھی کسی سے۔ پھر بدلہ لیا۔ اس تکلیف پہنچانے والے سے مگر یہ کہ بےحرمتی کرتا ہو۔ وہ اللہ کی حرمت والی کسی چیز کی۔ پھر اس سے بدلہ لیتے تھے۔

حاصل

یہ نکلا کہ آپؐ کے اخلاق حمیدہ یہ بھی ہیں کہ آپؐ کو کوئی شخص ذاتی طور پر تکلیف پہنچاتا۔ تو اس کا بدلہ تو نہیں لیا کرتے تھے۔ ہاں اگر کوئی اللہ تعالےٰ کی کسی حرمت والی چیز کی بےحرمتی کرتا تو اس سے بدلہ لیتے تھے۔ یہ چیز حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی بلند اخلاقی کا پتہ دیتی ہے فاعتبروا یا اولی الابصار

آٹھواں

عَنْ اَنَسٍ یُحَدِّثُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنَّہٗ کَانَ یَعُوْدُ الْمَرِیْضَ وَیَتْبَعُ الْجَنَازَۃَ وَیُجِیْبُ دَعْوَۃَ الْمَمْلُوْکِ وَیَرْکَبُ الْحِمَارَ لَقَدْ رَاَیْتُہٗ یَوْمَ خَیْبَرَ عَلٰی حِمَارٍ خِطَامُہٗ مِنْ لِیْفٍ رَوَاہُ ابْنُ مَاجَۃَ وَالْبَیْھَقِیُّ فِیْ شُعَبِ الْاِیْمَانِ۔ ترجمہ انسؓ سے روایت ہے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عادات مبارکہ بیان فرماتے ہیں کہ آپؐ بیمار پرسی بھی کیا کرتے تھے اور جنازہ کے پیچھے بھی چلا کرتے تھے (تاکہ جنازہ میں شامل ہو سکیں) اور غلام (آزاد شدہ) کی دعوت بھی منظور فرما لیا کرتے تھے اور گدھے پر بھی سوار ہوتے تھے۔ البتہ تحقیق میں نے آپؐ کو (غزوہ) خیبر کے دن دیکھا۔ گدھے پر سوار تھے۔ جس کی لگام کھجور کے پوست کی تھی۔

جس دعوے کے ثابت

کرنے میں مدعی آٹھ سچے گواہ بھگتا دے۔ جن میں کسی بھی حق پرست مسلمان کو ان گواہوں کی صداقت میں ذرہ برابر شک نہ ہو۔ کیا اس دعوے کے ثبوت میں کوئی شک باقی رہ سکتا ہے

وَمَا عَلَیْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ وَاللّٰہُ یَھْدِیْ مَنْ یَّشَاءُ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ

ریاء (دکھلاوا) اور بیہقی کی روایت میں یہ الفاظ زیادہ ہیں۔ قیامت کے دن خداوند تعالےٰ ریاکاروں سے فرمائے گا۔ کہ تم اُن لوگوں کے پاس جاؤ۔ جن کو دنیا میں اپنے اعمال دکھایا کرتے تھے۔ اور دیکھو کہ تم کو ان کے پاس جزا یا بھلائی ملتی ہے (یانہیں)

ریا بہت بڑا گناہ ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کے لئے سب سے بڑے اور آخری خطرہ کی نشاندہی فرمائی ہے گویا اس سے آگے کوئی خطرہ کا مقام ہی نہیں ہے اور وہ چھوٹا شرک یعنی ریا ہے ریا کے معنی ہیں۔ نیکی کا کام کرنا اور لوگوں سے شاباش اور واہ واہ کی طمع رکھنا۔ اس پلیدی سے بچنے کا طریقہ اہل اللہ سکھاتے ہیں اور سیکھنے سے ہی ہر کام آتا ہے۔

پُرانے زمانہ میں

سپاہی کے دو ہتھیار تھے۔ ایک تلوار اور دوسری ڈھال۔ سپاہی تلوار سے دشمن پر وار کرتا تھا اور ڈھال سے دشمن کا وار روکتا تھا۔ اسی طرح انسان سے جب کوئی نیک کام ہوتا ہے تو شیطان ریا لاتا ہے اس کے وار کو اخلاص کی ڈھال سے روکنا چاہیئے۔ تربیت یافتہ ہوگا تو ہر اچھے کام کو اللہ تعالےٰ کا فضل جانے گا۔ اس کی انانیت فناہ ہوچکی ہوگی۔ اور وہ خلق خدا سے واہ واہ کی امید نہ رکھے گا۔ کہے گا۔ اللہ تعالےٰ نے اپنے فضل سے نیک کام کرنے کی توفیق دی ہے۔ میں تو مٹی کا پتلا ہوں۔ انگریزی دانوں کے نصاب میں یہ تعلیم نہیں ہے۔ یہ اللہ والوں کے ہاں ہے۔ کوئی جنٹلمین ڈاکٹر تقریر کر رہے تھے۔ تقریر بھی دلچسپ تھی۔ لوگ تالیاں بجا رہے تھے اور ڈاکٹر صاحب بے حد مسرور تھے۔ دل میں خوشی سے پھولے نہیں سماتے یہ ریا ہے اور سب آگ میں فنا ہوگیا۔ ریا ہر شخص میں آتا ہے۔ ایک تربیت یافتہ خطیب نے تقریر کی۔ ایک شخص آکر کہتا ہے کہ حضرت آپ کی تقریر بڑی کامیاب تھی۔ اس وقت شیطان دل میں ریا لاتا ہے اور اس کے وار کو اخلاص کی ڈھال سے روکنا پڑتا ہے۔ اگر باخدا ہوگا تو خدا تعالیٰ کی رحمت سمجھے گا۔ اس کا فضل سمجھے گا۔ کہ اس کی رضا کے لئے تقریر کی۔ میں نے اہل اللہ کے ہاں چالیس سال تربیت پائی ہے۔ اخلاص کی تلوار سے ۲۴

۲۴ شیطان کی گردن کاٹنی پڑتی ہے۔ جب کوئی نیکی کا کام کریں تو خدا کی رضا مطلوب ہو اور کسی نیک کام میں اپنا کمال نہ سمجھیں۔ بلکہ اللہ تعالےٰ کا فضل تصور کریں کہ اے اللہ یہ تیرا فضل ہے۔ یہ تیری طاقت دی ہوئی ہے۔ ورنہ میں تو کچھ بھی نہیں۔ تعلیم جدید اور تعلیم قدیم میں کتنا فرق ہے

ببیں تفاوت راہ از کجاست بکجا

کیا انگریز خدا شناسی سکھا گیا ہے؟ ہرگز نہیں۔ اللہ والوں سے تربیت یافتہ جو نیکی کرے گا۔ وہ محفوظ رہے گی۔ اس میں انانیت نہیں آئے گی اور جنٹلمین ڈاکٹر نے جو کچھ کیا بوجہ ریا سب برباد ہوگیا۔ اے اللہ میری بدی کو معاف فرما اور نیکی کو قبول فرما آمین

لاہور

تعلیم کا مرکز ہے یہ تعلیم گڑھ ہے۔ مگر یہ تعلیم نہ بی اے میں ہے اور نہ ایم میں۔ آج دو بیماریوں کا ذکر ہوا ہے ایک کبر اور دوسری ریا۔ اللہ تعالےٰ ان دونوں بیماریوں سے مجھے اور آپ کو محفوظ رکھے آمین یا الٰہ العالمین۔

اگر دل کی آنکھیں ہوں تو تمیز ہو۔ اپنے آپ کو کسی سے بہتر نہ سمجھیں دوسروں کو کہتر سمجھیں اور کسی پر ذلت کی نگاہ نہ ڈالیں۔ اور جب کوئی نیکی کا کام کریں۔ تو خدا تعالےٰ کی رضا مطلوب و مقصود ہو۔ نہ کہ شاباش۔ کسی نیک کام کو اپنا کمال نہ سمجھیں۔ بلکہ اللہ تعالیٰ کا فضل تصور کریں۔

وما علینا الا البلاغ

گوشت خوری

ڈاکٹر محمد شبیر صاحب ہومیوپیتھ ضلع جہلم حال گھڑیال کوہ مری

حضرت عمرؓ فرماتے ہیں کہ گوشت خوری سے بچو اس لئے کہ شراب کی طرح اس کی بھی عادت پڑ جاتی ہے (موطا صفحہ ۳۵۹)

نوٹ:۔ اس روایت پر بعض حضرات نے حدیث کے نام سے اعتراض کیا ہے۔ ایسی تمام روایات جو صحابہؓ سے منقول ہیں وہ احادیث نہیں ہیں بلکہ "اثر صحابی" کہلاتی ہیں۔ آج ہم مندرجہ بالا روایت کی صحت کے بارے میں کچھ عرض کرنا چاہتے ہیں۔ کیونکہ صحابہؓ کے خیالات بھی دراصل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے علم و دانش سے ماخوذ ہیں اگر ایسی روایات کے متعلق سکوت اختیار کیا جائے۔ اور اعتراض کو جو درحقیقت درست بھی نہیں برقرار رہنے دیا جائے تو نہ صرف اسلام کی دو باعظمت ہستیوں (حضرت عمرؓ اور امام مالکؒ) کے وجود پر ایک کاری ضرب لگتی ہے بلکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی پر بھی حرف آنے کا احتمال ہے۔

اعتراض

ان حضرات کا خیال ہے کہ گوشت ایک مقوی غذا ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے اسے حلال قرار دیا ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ کسی دشمن نے یہ قول مسلمانوں کو صحت، چستی اور جذبۂ جانفروشی سے محروم کرنے کیلئے وضع کیا ہے۔ یہ دیکھا گیا ہے کہ جو قومیں (مثلاً ہندو وغیرہ) گوشت نہیں کھاتیں وہ کم حوصلہ اور ڈرپوک ہوتی ہیں۔

اس کا جواب

روایت متذکرہ کے الفاظ سے یہ پتہ نہیں چلتا کہ حضرت عمر فاروقؓ نے گوشت کے استعمال کی بالکل ممانعت کردی تھی انہوں نے تو اس کے مضر اثرات کو محسوس کرتے ہوئے اس کے کثرت استعمال سے منع فرمایا تھا۔ اس فرمان کے جاری کرنے کی کئی وجوہ ہوسکتی ہیں مثلاً

اول: ممکن ہے کہ آجکل کی طرح اس وقت مسلمان کثرت سے گوشت کھانے لگ گئے ہوں اور حضرت عمرؓ کی دور اندیشی نے بھانپ لیا ہو کہ اگر اس حالت کو برقرار رہنے دیا گیا یا کوئی پابندی نہ لگائی گئی تو جانوروں کی تعداد روز بروز کم ہوتی جائے گی اور شائد کسی وقت نسل بہائم کا بالکل خاتمہ ہو جائے۔ چونکہ وہ شرعی قوانین کے پابند تھے اس لئے انہوں نے گوشت جیسی حلال چیز کو حکماً بند کرنا مناسب نہیں سمجھا بلکہ اس کی بجائے نصیحت آمیز انداز اختیار فرمایا کہ گوشت خوری سے بچو۔ یہ امر کچھ معیوب نہیں۔ ہمارے ملک میں بھی تحفظ بہائم کی خاطر ہفتہ میں دو روز جانوروں کا ذبح کرنا اور گوشت کھانا قانوناً منع ہے۔ چونکہ حکومت وقت نے یہ قانون ہماری بہتری کیلئے نافذ کیا ہے لہذا ہمیں اس پر اعتراض کرنے کا کوئی حق

حاصل نہیں۔ اگر یہ صحیح مان لیا جائے تو فاروقِ اعظمؓ کے ارشاد پر اعتراض کرنا ایک مہمل سی بات بن کر رہ جاتی ہے۔

دوئم:۔ گوشت فی الواقع کچھ اچھی خوراک نہیں ذیل میں دنیا کے متمدن اور مہذب ممالک کے نامور لوگوں کے اقوال درج کئے جاتے ہیں۔ ناظرین خود انصاف کریں کہ آیا حضرت عمرؓ کا خیال ان لوگوں کی رائے سے کچھ مختلف ہے؟ کیا یہ دورِ حاضر کی ریسرچ کے خلاف ہے۔

(۱) سر ولیم تھامپسن لکھتے ہیں "میں اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ دنیا میں آدھی سے زیادہ بیماریاں غلط اور نامناسب کھانے پینے کی چیزوں کے استعمال کی وجہ سے رونما ہوتی ہیں۔ انگلستان کو ہی لیجئے۔ رجسٹرار جنرل کی رپورٹ کے مطابق انگلستان میں ۳۵ سال کی عمر سے اوپر کے ہر بارہ میں سے ایک مرد اور ہر آٹھ میں سے ایک عورت کو کینسر (سرطان) کی بیماری ہوتی ہے اور وہ اس سے مر جاتے ہیں۔ یہ بیماری عموماً گوشت کھانے والوں کو ہوتی ہے"۔

(۲) سر جان آرل لکھتے ہیں "انسان کے دانتوں کی بناوٹ بہت حد تک بندر سے ملتی جلتی ہے اور بندر کی غذا پھل، پانی اور سوکھے میوے ہیں اور ساتھ ہی بندر ساگ اور سبزیاں کھاتا ہے۔ لہٰذا ہم اس نتیجہ پر پہنچتے ہیں کہ انسان شروع سے ہی پھل اور سبزی خور ہے نہ کہ گوشت خور"

(۳) پروفیسر جان اے۔ ایف۔ آر۔ ایس کہتے ہیں "یہ یقینی طور پر کہا جا سکتا ہے کہ انسان گوشت خور نہیں ہے۔"

(۴) ڈاکٹر جان لوڈ ایم۔ ڈی فرماتے ہیں "آدمی کی گوشت کھانے کی عادت غیر قدرتی ہے۔ انسان کے ڈھانچہ سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ وہ پھل اور سبزی کھانے والا ہے۔"

(۵) ڈاکٹر جوزف اولڈ فیلڈ ایم۔ آر۔ سی۔ ایس۔ ایل۔ آر۔ سی۔ پی کا بیان ہے کہ "گوشت غیر قدرتی غذا ہے اور اس کے کھانے سے بواسیر، تپدق اور کئی دوسرے امراض پیدا ہوتے ہیں۔ آج دنیا میں ننانوے فیصدی بیماریوں کا سبب گوشت خوری ہے۔"

(۶) ڈاکٹر جے۔ ایچ کیلری کا فرمان ہے کہ "آج دنیا کے تمام سائنس دان اس بات سے اتفاق رکھتے ہیں کہ گوشت کھانا انسان کے جسم میں زہر پیدا کرتا ہے۔"

(۷) ایک مؤرخ کا کہنا ہے "اگر گوشت کھانے والے ان بعض حیوانات کی حالت کو جنکا وہ گوشت کھاتے ہیں زندہ دیکھ لیتے تو نفرت و کراہیت کرتے ہوئے اس کے کھانے سے پرہیز کرتے"۔ یہ مت بھولئے کہ ہم لوگ جانوروں کی تندرستی اور اچھا گوشت حاصل کرنے کی جانب بہت کم توجہ دیتے ہیں۔ بلکہ بغیر سوچے سمجھے بیمار اور کمزور جانوروں کا گوشت کھا کر صحت کا ستیاناس کر لیتے ہیں۔

(۸) ڈاکٹر بیلے اپنی کتاب "سرطان، اور اس کی وجہ اور علاج" میں دلچسپ اعداد و شمار پیش کرتے ہوئے یہ ثابت کرتے ہیں کہ سرطان کا گوشت کھانے کے ساتھ گہرا تعلق ہے۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ پچاس سال کے دوران میں ایک خاص وقت انگلستان میں گوشت کھانے کی مقدار دُگنی ہو گئی تھی۔ اس وقت فی کس ایک سو تیس پونڈ گوشت استعمال ہوتا تھا۔ اور اس وقت سرطان کا مرض چار گنا بڑھ گیا تھا۔ آئرلینڈ میں فی کس تقریباً چالیس پونڈ گوشت استعمال ہوتا تھا۔ اور سرطان سے اموات کم ہوئیں۔ اٹلی میں مقابلتاً گوشت کم کھایا جاتا تھا اور سرطان سے اموات نسبتاً کم ہوئیں۔ جہاں سبزیات کھانے کا رواج ہے وہاں سرطان کا فقدان نظر آتا ہے۔ یہ حقیقت ہے کہ زیادہ سرطان اعضائے ہاضمہ سے متعلق ہوتا ہے اور یہ اس امر کا ثبوت ہے کہ گوشت کا بھی اس میں کچھ دخل ہے"

(۹) ڈاکٹر ایچ۔ سی منیکل عمل الجذب (METABOLISM) کے امراض کے زیرِ عنوان وجع المفاصل اور ذیابیطس میں مبتلا مریضوں کو گوشت سے اجتناب کرنے کی سختی سے ہدایت کرتے ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ "گوشت خواہ کسی قسم کا ہو ترشی پیدا کرتا ہے۔ یہ ترشی جسم کے کھاروں (نمکیات) پر بہت مضر اثر ڈالتی ہے۔

(۱۰) ڈاکٹر اے۔ سی سلیمن ایم۔ ڈی بتاتے ہیں کہ "تمام قسم کی غذا کا اصل منبع نباتات ہے۔ حیوانات کا گوشت ان پودوں سے بنتا ہے جسے وہ کھاتے ہیں۔ اور جب انسان گوشت کھاتا ہے۔ تو گویا سبزیات کی بگڑی ہوئی شکل کو کھاتا ہے۔ اس کے علاوہ وہ ان ناقص چیزوں کو بھی کھاتا ہے جو حیوانات میں پائی جاتی ہیں تمام پرندوں، مرغ، مچھلیوں اور حیوانات میں جنہیں انسان کھاتے ہیں بکثرت بیماریاں بڑھ رہی ہیں۔ جائزہ سے معلوم ہوا ہے کہ ان تمام جانوروں میں تپدق۔ سرطان تمام قسم کی رسولیاں اور دیگر امراض بکثرت پائے جاتے ہیں۔ یہ تمام بیماریاں گوشت کھانے سے اور اس کو ہاتھ لگانے سے لگ جاتی ہیں۔ ان دنوں دیرینہ یا عمر گھٹانے والے امراض روز افزوں ہیں۔ یہ امراض جسم کے بعض اعضاء کے خلیات میں مثلاً گردے، جگر، دل اور دماغ کی تباہ کن تبدیلیوں سے منسوب کئے جاتے ہیں اعلیٰ پروٹین کے تباہ کن اثرات خصوصاً عمر رسیدہ اشخاص میں زیادہ باعث تشویش ہوتے ہیں۔ امراضِ گردہ، قلب، صرع، اعصاب کا کھنچ جانا اور متعلقہ امراض کی وجہ زیادہ تر پروٹین خصوصاً گوشتینی پروٹین ہوتی ہے"

سوئم:۔ آئیے اب ہم گوشت کے اجزائے ترکیبی پر ایک نظر ڈالیں۔ اور پھر دیکھیں کہ کیا یہ بہت مقوی اور اعلیٰ غذا ہے یا نہیں اور کیا اس کے کھائے بغیر دیگر اشیائے خوردنی سے ہمارے بدن کی ضروریات پوری ہو سکتی ہیں یا نہیں؟ گوشت مندرجہ ذیل اشیاء کا مرکب ہے۔

نام جانور	مقدار: پروٹین	چربی	معدنی نمکیات	پانی
گائے یا بیل کا گوشت	۲۳.۵	۲.۶	۱.۰۵	۷۲.۰۲
بکرے کا گوشت	۱۸.۵	۱۳.۳	۱.۳	۷۱.۵

اوپر دئیے ہوئے اجزائے ترکیبی سے معلوم ہوتا ہے کہ گوشت میں اوسطاً بیس فیصد پروٹین کچھ چربی معمولی نمکیات اور باقی سب پانی ہوتا ہے۔ اگر پروٹین اور چربی کی مناسب مقدار ہمیں کسی دوسری چیز سے حاصل ہو سکے تو گوشت کی مطلق ضرورت نہیں رہتی۔ ہم دیکھتے ہیں کہ ہماری روزمرہ کی اشیائے خوردنی میں پروٹین کی مقدار گوشت سے زیادہ مل سکتی ہے مثلاً مسور کی دال میں ۲.۳۴ اور سویابین میں ۲۵۰۱ فیصدی پروٹین پائی جاتی ہے۔ البتہ ان میں چکنائی کم ہوتی ہے۔ لیکن یہ کمی ہم گھی مکھن زیتون کے تیل کی معمولی مقدار سے پوری کر سکتے ہیں اسی طرح معدنی نمکیات۔ چاولوں۔ گندم کے آٹے۔ باجرا وغیرہ سے دستیاب ہو سکتے ہیں۔ ان حالات میں جبکہ خوراک کا بدل بہتر اور سستا مل سکتا ہو گوشت کی چنداں ضرورت باقی نہیں رہتی۔ ڈاکٹر کیمبرسن نے ایک دفعہ مدراس میں لیکچر دیتے ہوئے یہ کہا تھا "کامل خوراک وہ ہے جس میں دودھ، دودھ کے حاصلات۔ ملا جلا اناج، سبزی اور پھل ہوں۔ ایک اور صاحب کہتے ہیں کہ "سب سے اچھی خوراک دودھ ہے اور اس کے بعد دوسرا نمبر انڈے کا ہے۔ دودھ ایک ایسی خوراک ہے جس سے انسانوں اور حیوانوں کے بچے ایک یا دو برس تک بغیر کسی دوسری خوراک کے پرورش تمام پاتے ہیں، اگر بعد میں باوجود متوازن غذا دینے کے بھی ان کے بڑھنے کی رفتار بہت کم ہو جاتی ہے اسی طرح انڈے سے مرغ، کبوتر وغیرہ کے بچے کا پورا جسم (بال۔ ہڈی۔ گوشت خون وغیرہ) ترکیب پاتا ہے۔ لہٰذا یہ ہر دو اغذیہ ہماری جسمانی ضروریات کو پورا کرتی ہیں"

چہارم:۔ یہ خیال عدم واقفیت پر مبنی ہے کہ جو اقوام گوشت استعمال نہیں کرتیں وہ کم حوصلہ اور ڈرپوک ہوتی ہیں یا ان کی صحت بہت خراب ہوتی ہے۔ گورکھے، مرہٹے، ڈوگرے وغیرہ ایسی اقوام ہیں جو باوجود کم گوشت کھانے کے دنیا کی بہترین لڑاکا فوج شمار ہوتی ہے۔ اس کے برعکس، بڑوں کا خیال ہے کہ گوشت کھانے سے برداشت کی قوت بہت کم ہو جاتی ہے یہ کئی تجربات سے ثابت ہو چکا ہے۔ غالباً

صفحہ ۹

از جناب عبدالخالق صاحب انصاری ہوشیارپوری بہاولپور

غلط مسئلے و اوہام

(۱) غلط مسئلے :-

• مشہور ہے کہ بے وضو درود شریف پڑھنا درست نہیں یہ غلط بات ہے۔ بلکہ قرآن بھی بلا وضو پڑھنا درست ہے۔ البتہ قرآن کو ہاتھ لگانا درست نہیں۔ با وضو درود شریف پڑھنا افضل ہے۔

• مشہور ہے کہ نماز کے لئے اذان مسجد میں بائیں طرف اور تکبیر دائیں طرف ہو۔ یہ بے اصل ہے۔

• مشہور ہے کہ استنجے کے بچے ہوئے پانی سے وضو نہ کرنا چاہیئے یہ بھی غلط بات ہے۔

• مشہور ہے کہ سؤر کو دیکھنے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے۔ یہ بھی غلط بات ہے۔

• مشہور ہے کہ جو کوئی سؤر کا نام لے گا۔ اس کی چالیس دن کی نماز نہ ہوگی یہ غلط بات ہے۔

• مشہور ہے کہ چراغ کا تیل ناپاک ہوتا ہے۔ یہ بے اصل بات ہے۔

• مشہور ہے کہ کسی کا ستر کھلا ہوا ہو اور اس پر نظر پڑ جائے تو وضو ٹوٹ جاتا ہے۔ یہ بے اصل بات ہے۔

• مشہور ہے کہ زچہ جب تک غسل نہ کرے۔ اس کے ہاتھ کی کوئی چیز کھانی جائز نہیں۔ یہ بھی بے اصل ہے۔

• مشہور ہے کہ جسکی فجر کی سنتیں رہ جائیں وہ سورج نکلنے تک وہیں بیٹھا رہے یہ غلط ہے۔ وہاں بیٹھا رہنا ضروری نہیں۔ بلکہ کام میں لگ جائے تو کوئی حرج نہیں۔

• مشہور ہے کہ جس وضو سے جنازہ کی نماز پڑھی ہے اس سے پنجگانہ نمازوں میں سے کوئی نماز نہ پڑھے یہ بھی بے اصل بات ہے۔

• مشہور ہے کہ اگر پانی میں ناخن ڈوب جائے تو اس پانی کا استعمال کرنا مکروہ ہے۔ یہ غلط ہے۔ ہاں اگر ناخن میں میل جما ہوا ہو تو اس کا برتنا نظافت کے خلاف ہے۔

• مشہور ہے کہ اگر کوئی پانی مانگے تو گلاس بھر کر نہ دینا چاہیئے۔ کیونکہ شیطان اس میں اپنی انگلی ڈال دیتا ہے۔ یہ بے اصل بات ہے۔ البتہ بالکل گلاس بھر کر دینا خلافِ ادب ہے۔

• مشہور ہے کہ جو شخص نیا مسلمان ہو اس کو مسہل دینا چاہیئے۔ ورنہ وہ پاک نہیں ہوتا یہ غلط بات ہے۔

• مشہور ہے کہ جس عورت کے ہاتھ میں چوڑی نہ ہو یا کم از کم ایک ہی ناخن میں مہندی نہ ہو اس کے ہاتھ کا پانی مکروہ ہے یہ غلط بات ہے۔

• مشہور ہے کہ مریض اگر جماعت میں شریک ہو تو صف کے کنارے اور بائیں طرف بیٹھے۔ یہ بھی بے اصل بات ہے۔

• مشہور ہے کہ تہجد کے بعد سونا نہ چاہیئے ورنہ تہجد جاتا رہتا ہے اسکی کوئی اصل نہیں بہت سے لوگ اسی وجہ سے تہجد سے محروم رہتے ہیں کہ صبح تک جاگنا مشکل ہے۔ یہ خیال غلط ہے۔

• مشہور ہے کہ دوپہر کے وقت قرآن پڑھنا منع ہے۔ یہ غلط ہے۔ البتہ جب سورج سر پر ہو تو نماز درست نہیں۔

• مشہور ہے کہ اندھیرے میں نماز پڑھنی منع ہے یہ غلط بات ہے۔

• مشہور ہے کہ عورتیں مردوں سے پہلے نماز نہ پڑھیں۔ یہ بے اصل بات ہے۔

• مشہور ہے کہ نماز میں پاؤں کا داہنا انگوٹھا سرک جانے سے نماز نہیں ہوتی۔ یہ غلط ہے۔ البتہ بلا ضرورت ایسا کرنا بُرا ہے

• مشہور ہے کہ سنتوں کے بعد نہ بولے اور نہ کوئی نوافل وغیرہ پڑھے یہ بھی بے اصل ہے

• مشہور ہے کہ نماز میں بائیں کہنی کھلی رہے تو نماز میں فرق آ جاتا ہے۔ یہ بھی بے اصل ہے البتہ دونوں کہنیاں دائیں ہوں یا بائیں ننگی ہوں تو نماز مکروہ ہو جاتی ہے۔

• مشہور ہے کہ خاوند بیوی کے جنازے کا پایہ بھی نہ پکڑے یہ بے اصل بات ہے۔

• مشہور ہے کہ میت اگر گھر میں یا محلے میں ہو تو اس کے لے جانے تک کھانا پینا منع ہے یہ بھی بے اصل ہے۔

• مشہور ہے کہ جو زیور چاندی سونے کا ہر روز پہنا جاتا ہے۔ اس میں زکواۃ نہیں۔ یہ غلط بات ہے۔ رکھا ہوا اور استعمال میں آنے والا زیور سب برابر ہیں اور انپر زکواۃ ہے۔

• مشہور ہے کہ پیر کا مریدنی سے نکاح درست نہیں اور اس سے پردہ نہیں یہ بھی غلط بات ہے۔

• مشہور ہے کہ چاند اور سورج کے گہنے کے وقت کھانا پینا منع ہے یہ بے اصل ہے

• مشہور ہے کہ ہاتھ میں بید رکھنا درست نہیں یہ بھی بے اصل ہے۔

• مشہور ہے کہ جھاؤ کی لکڑی کا استعمال درست نہیں۔ یہ بھی بے اصل بات ہے۔

• مشہور ہے کہ رات کو درخت نہ ہلاؤ۔ کیونکہ بے چین ہو جاتا ہے۔ یہ بھی بے اصل ہے۔

• مشہور ہے کہ دودھ چاول کھا کر شکر نہ کرے یہ غلط بات ہے۔

• مشہور ہے کہ سوتے وقت قطب شمالی اور شمال کی طرف منہ نہ کرے یہ بھی غلط ہے

• مشہور ہے کہ جس سے قرآن مجید کی نعوذ باللہ بے ادبی ہو جائے تو جتنا قرآن کا وزن ہو اتنا ہی اناج خیرات کرے۔ اس میں دو باتیں درست نہیں۔ ایک تو قرآن کو تولنا یہ قرآن کی بے ادبی ہے۔ اور دوسرا اسے واجب سمجھا جاتا ہے۔ البتہ کچھ خیرات کر دے تو بہتر ہے۔

• مشہور ہے کہ عاشورے کا روزہ فاقہ رکھا جائے (یعنی سحری نہ کھائے) یہ بے اصل بات ہے۔

• بعض عورتیں سمجھتی ہیں کہ باہر پھرنے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے یہ غلط ہے۔ البتہ بلا ضرورت اور بے پردہ پھرنا منع ہے۔

• مشہور ہے کہ جھوٹا پانی کھڑے ہوکر پینا ثواب ہے یہ بھی بے اصل بات ہے۔

• مشہور ہے کہ بیس بچے ہونے سے نکاح ٹوٹ جاتا ہے۔ یہ بھی غلط بات ہے

• مشہور ہے کہ میاں بیوی ایک برتن میں دودھ نہ پیئیں۔ ورنہ دودھ شریک بھائی بہن بن جائیں گے۔ یہ غلط ہے۔

• مشہور ہے کہ میاں بیوی ایک پیر کے مرید نہ ہوں۔ ورنہ بھائی بہن ہو جائینگے یہ بھی غلط بات ہے۔

• مشہور ہے کہ ہوا کو بُرا کہنے سے نکاح ٹوٹ جاتا ہے یہ بھی غلط بات ہے البتہ ہوا کو بُرا کہنا درست نہیں۔

• مشہور ہے کہ غلہ کی تجارت ناجائز ہے

جناب محمد شفیع عمر الدین صاحب (مالیر پور خاص)

نیک اعمال کی بربادی

سلسلہ کیلئے ملاحظہ ہو خدام الدین ۲۲ جولائی ۱۹۶۰ء

(قسط ۲)

۳۔ منافق

منافق ظاہرہ مسلمانوں کے ساتھ راہ و رسم رکھتے۔ اور اندرونی طور سے کفار کے ساتھ دوستانہ تعلقات قائم رکھتے کہ اگر گردش زمانہ سے مسلمان مغلوب ہو جائیں تو یہ اس دوستی کا فائدہ اٹھالیں۔ اسلامی معاشرہ میں ایسے فریب کاروں کے لئے کوئی جگہ نہیں۔ ان کے اعمال اکارت جائیں گے۔ اور زبانی اسلام کے دعوے کسی کام نہ آئیں گے۔

(۱) وَيَقُولُ الَّذِينَ آمَنُوا أَهٰؤُلَاءِ الَّذِينَ أَقْسَمُوا بِاللّٰهِ جَهْدَ أَيْمَانِهِمْ إِنَّهُمْ لَمَعَكُمْ حَبِطَتْ أَعْمَالُهُمْ فَأَصْبَحُوا خَاسِرِينَ ۝ (المائدہ۔ آیت ۵۳)

ترجمہ:۔ اور مسلمان کہتے ہیں کہ یہ وہی لوگ ہیں جو اللہ کے نام کی پکی قسمیں کھاتے تھے کہ ہم تمہارے ساتھ ہیں؛ ان کے اعمال برباد ہو گئے۔ پھر وہ نقصان اٹھانے والے ہو گئے۔

حدیث شریف میں منافق کی یہ علامتیں مذکور ہیں:۔

(۱) بات کرے تو جھوٹ بولے۔

(۲) وعدہ کرکے ایفاء عہد نہ کرے۔

(۳) اگر اس کے پاس امانت رکھی جائے تو خیانت کرے۔

(۴) جب کسی سے لڑے تو گالیاں دے

حدیث۔ منافق کی مثال اس بکری کی مانند ہے جو نر کی خواہشمند ہو۔ اور اس خواہش کو پورا کرنے کے لئے کبھی اس ریوڑ کی طرف دوڑتی ہے۔ کبھی دوسرے ریوڑ کی طرف۔

اللہ تعالے مسلمانوں کو منافقانہ روش سے بچائے۔ اور صراط مستقیم پر گامزن ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔

(۲) وَعَدَ اللّٰهُ الْمُنٰفِقِينَ وَالْمُنٰفِقٰتِ وَالْكُفَّارَ نَارَ جَهَنَّمَ خٰلِدِينَ فِيهَا ۚ هِيَ حَسْبُهُمْ ۚ وَلَعَنَهُمُ اللّٰهُ ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ مُّقِيمٌ ۝ كَالَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ كَانُوا أَشَدَّ مِنْكُمْ قُوَّةً وَّأَكْثَرَ أَمْوَالًا وَّأَوْلَادًا ۚ فَاسْتَمْتَعُوا بِخَلَاقِهِمْ فَاسْتَمْتَعْتُمْ بِخَلَاقِكُمْ كَمَا اسْتَمْتَعَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ بِخَلَاقِهِمْ وَخُضْتُمْ كَالَّذِي خَاضُوا ۚ أُولٰئِكَ حَبِطَتْ أَعْمَالُهُمْ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ ۚ وَأُولٰئِكَ هُمُ الْخٰسِرُونَ ۝ (التوبہ آیت ۶۸ - ۶۹)

ترجمہ:۔ اللہ نے منافق مردوں اور منافق عورتوں اور کافروں کو دوزخ کا وعدہ دیا ہے وہی انھیں کافی ہے۔ اور اللہ نے ان پر لعنت کی ہے۔ اور ان کے لئے دائمی عذاب ہے۔ جس طرح تم سے پہلے لوگ طاقت میں زیادہ تھے اور مال اور اولاد میں بھی زیادہ تھے۔ پھر وہ اپنے حصہ سے فائدہ اٹھا گئے۔ اور تم نے اپنے حصہ سے فائدہ اٹھایا۔ جیسے تم سے پہلے لوگ اپنے حصہ سے فائدہ اٹھا گئے۔ اور تم بھی انہیں کی سی چال چلتے ہو۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کے اعمال دنیا اور آخرت میں ضائع ہو گئے۔ اور وہی نقصان اٹھانے والے ہیں۔

یعنی منافق اور کافر ہمیشہ دوزخ میں رہیں گے۔ ان پر اللہ تعالے کی لعنت ہے ان کے اعمال دنیا و آخرت میں ضایع ہو گئے اور نقصان اٹھانے والے ہو گئے ان سے پہلے جو منافق اور کافر گزر چکے ہیں وہ مال و اولاد ان سے وافر رکھتے تھے اور مال و اولاد کے نشے میں وہ اللہ تعالے کو بھول گئے اور جھوٹ اور باطل کے پیچھے چل پڑے۔ جس طرح وہ تباہ ہو گئے اسی طرح ان کی روش پر چلنے والے برباد ہوں گے۔

۴۔ قیامت کے منکر

جو بدنصیب اتنا کوتاہ اندیش بن جائے کہ قیامت کا انکار کردے۔ اپنے پروردگار کے روبرو حاضری کو جھٹلائے۔ اور آخرت کی جزا و سزا کو بھول جائے۔ اس کی سزا بھی یہ ہے کہ اس کے عمل اکارت جائیں گے

(۱) أُولٰئِكَ الَّذِينَ كَفَرُوا بِآيَاتِ رَبِّهِمْ وَلِقَائِهِ فَحَبِطَتْ أَعْمَالُهُمْ فَلَا نُقِيمُ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَزْنًا ۝ (الکہف آیت ۱۰۵)

ترجمہ:۔ یہ وہی لوگ ہیں جنہوں نے اپنے رب کی نشانیوں کا، اور اس کے روبرو جانے کا انکار کیا ہے۔ پھر ان کے سارے عمل ضائع ہو گئے۔ سو ہم ان کے لئے قیامت کے دن کوئی وزن قائم نہیں کریں گے۔

حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں "وہ آخرت کو نہ مانتے تھے تو اس کے واسطے کچھ کام نہ کیا۔ پھر ایک پلہ کیا تولے؟" بقول حضرت شیخ الاسلام عثمانیؒ کافر کی حسنات مردہ ہیں۔ اس ابدی زندگی میں کسی کام کی نہیں۔ اب محض کفریات و سیئات رہ گئیں۔ سو ایک پلہ کیا تلے؟ تولنا تو موازنہ کے لئے تھا۔ موازنہ متقابل چیزوں میں ہوتا ہے۔ یہاں سیئات کے بالمقابل حسنہ کا وجود ہی نہیں۔ پھر تولنے کا کیا مطلب؟"

حاصل کلام ان بدنصیبوں نے اللہ تعالے کے احکام کو جھٹلایا۔ توحید و رسالت کے واضح احکام کے باوجود راہ راست پر نہ آئے۔ اور قیامت کے دن کو جھٹلایا اس لئے ان کے اعمال جو نیکی اور اخلاص سے خالی تھے بارآور نہ ہوئے۔

حدیث:۔ كَيَأْتِي الرَّجُلُ الْعَظِيمُ السَّمِينُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ لَا يَزِنُ عِنْدَ اللّٰهِ جَنَاحَ بَعُوضَةٍ (تفسیر ابن کثیر بحوالہ بخاری)

ترجمہ:۔ قیامت کے دن ایک موٹا تازہ بڑا آدمی آئے گا۔ اللہ کے ہاں اس کا وزن ایک مچھر کے پر کے برابر بھی نہ ہوگا۔

یعنی مغرور اور قیامت سے غافل دنیادار کی اللہ کے ہاں کوئی قدر نہ ہوگی۔ اس وقت ظاہری ڈیل ڈول اور ریاست و جاہ کسی کام نہ آئے گی۔ تقویٰ تعلق باللہ اور اعمال صالح قدردانی کا ذریعہ ہوں گے۔

(۲) وَالَّذِينَ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا وَلِقَاءِ الْآخِرَةِ حَبِطَتْ أَعْمَالُهُمْ ۚ هَلْ يُجْزَوْنَ إِلَّا مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ۝ (الاعراف آیت ۱۴۷)

ترجمہ:۔ اور جنھوں نے ہماری آیتوں اور آخرت کی ملاقات کو جھٹلایا ان کے اعمال ضائع ہو گئے۔ انھیں وہی سزا دی جائے گی۔ جو کچھ وہ کیا کرتے تھے۔

۵- قرآن کی تعلیم کے مخالف

وَالَّذِينَ كَفَرُوا فَتَعْسًا لَّهُمْ وَأَضَلَّ أَعْمَالَهُمْ ۝ ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمْ كَرِهُوا مَا أَنزَلَ اللَّهُ فَأَحْبَطَ أَعْمَالَهُمْ ۝ (محمد آیت ۸ - ۹)

ترجمہ:- اور جو منکر ہیں سو ان کے لئے تباہی ہے۔ اور وہ اس کے اعمال اکارت کردے گا۔ یہ اس لئے کہ انہوں نا پسند کیا جو اللہ نے اتارا ہے سو اس نے ان کے اعمال ضائع کردیے "ان کے اعمال اکارت گئے۔ کیونکہ انھوں نے ناپسند کیا جو جو اللہ نے اتارا ہے۔ یعنی وہ نہیں چاہتے تھے قرآن نازل ہو اور نازل شدہ احکام کے ساتھ ان کا کوئی دلی لگاؤ نہ تھا" (ابن کثیر)

ہمیں چاہیئے کہ قرآن کریم اور اس کی شرح حدیث شریف کے سب حکموں کو قدر کی نگاہ سے دیکھیں۔ ہمارے دلوں میں ان کی محبت اور عظمت کا جذبہ موج زن ہو۔ اور اس بات سے ڈریں کہ کہیں ہماری ان احکام سے بے رُخی ہمارے اعمال کے اکارت ہونے کا باعث نہ بن جائے اگر اعمال کے گراں قدر سرمایہ کو گنوا بیٹھے تو کل قیامت کے روز ہماری جو حالت ہوگی۔ اس کی تلافی ممکن نہیں۔ قرآن حکیم اور احادیث نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں بے باکانہ روش اختیار کرنے والوں کو حبطِ اعمال کے خوف سے فوراً تائب ہونا چاہیئے۔

۶- بے ایمانوں کی موت کا منظر

فَكَيْفَ إِذَا تَوَفَّتْهُمُ الْمَلَائِكَةُ يَضْرِبُونَ وُجُوهَهُمْ وَأَدْبَارَهُمْ ۝ ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمُ اتَّبَعُوا مَا أَسْخَطَ اللَّهَ وَكَرِهُوا رِضْوَانَهُ فَأَحْبَطَ أَعْمَالَهُمْ

(محمد آیت ۲۷ - ۲۸)

ترجمہ:- پھر کیا حال ہوگا جب ان کی (روحیں) فرشتے قبض کریں گے۔ ان کے مونہوں اور پیٹھوں پر مار رہے ہوں گے یہ اس لئے کہ یہ اس پر چلے جس سے اللہ ناراض ہوتا ہے۔ اور انہوں نے اللہ کی رضامندی کو بُرا جانا۔ پھر اس نے بھی ان کے اعمال اکارت کردیئے۔

حاصل کلام یہ ان بدنصیبوں کی موت کا منظر ہے۔ جنہوں نے زندگی اس طریقہ پر بسر کی جو اللہ کو ناپسند تھا اور وہ راستہ اختیار نہ کیا جو اللہ کو پسند تھا۔ مثلاً زنا، شراب، جوا، سود، اور حرام و منکرات سے اللہ ناراض ہوتا ہے۔ انہوں نے اللہ کی ناراضگی کی پرواہ نہ کی اور ان گناہوں کی دلدل میں پھنسے رہے۔ نماز، روزہ، زکواۃ حج، حقوق اللہ کا ادا کرنا، حقوق العباد کا خیال رکھنا وغیرہ افعال اللہ تعالےٰ کی رضامندی کا ذریعہ ہیں۔ انھوں نے مال و دولت کے نشہ میں انھیں بھلا دیا۔ نتیجہ یہ نکلا کہ ان کا کیا کرایا سب اکارت گیا۔

۷- دُنیا پر ریجھنے والے

مَن كَانَ يُرِيدُ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا وَزِينَتَهَا نُوَفِّ إِلَيْهِمْ أَعْمَالَهُمْ فِيهَا وَهُمْ فِيهَا لَا يُبْخَسُونَ ۝ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ لَيْسَ لَهُمْ فِي الْآخِرَةِ إِلَّا النَّارُ ۖ وَحَبِطَ مَا صَنَعُوا فِيهَا وَبَاطِلٌ مَّا كَانُوا يَعْمَلُونَ ۝ (ہود ۱۵- ۱۶)

ترجمہ:- جو کوئی دنیا کی زندگی اور اس کی آرائش چاہتا ہے۔ تو ان کے اعمال ہم یہیں پورے کردیتے ہیں۔ اور انہیں کچھ بھی نقصان نہیں دیا جاتا۔ یہ وہی ہیں جن کے لئے آخرت میں آگ کے سوا کچھ نہیں اور برباد ہو گیا جو کچھ انھوں نے دنیا میں کیا تھا۔ اور خراب ہو گیا۔ جو کچھ کمایا تھا۔!

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہیں یہ آئتیں ریاکاروں کے بارے میں ہیں۔ انھیں نیکیوں کا صلہ دنیا ہی میں دیا جاتا ہے۔ اور ان کے ساتھ ذرا بھر بھی بے انصافی نہیں برتی جاتی۔ جو شخص عمل صالح مثل روزہ، نماز، تہجد وغیرہ صرف دنیا کی خاطر بجا لائے۔ اسے دنیا میں اس کا اجر مل جاتا ہے۔ اور آخرت میں ایسا شخص خسارہ مند رہتا ہے..." (ابن کثیر)

اعمال کی مقبولیت کے لئے اخلاص کی شرط ہے۔ ریاکاری نیک اعمال کو ضائع کر دیتی ہے۔

حدیث:- إِنَّ اللَّهَ تَعَالَىٰ لَا يَنْظُرُ إِلَىٰ أَجْسَامِكُمْ وَلَا إِلَىٰ صُوَرِكُمْ وَلَٰكِنْ يَنْظُرُ إِلَىٰ قُلُوبِكُمْ (مسلم)

ترجمہ:- "اللہ تعالےٰ نہ ہی تمھارے جسموں کی طرف دیکھتا ہے اور نہ صورتوں کی طرف۔ بلکہ وہ تمھارے دلوں کو دیکھتا ہے۔!"

یعنی اللہ کی نظر قلب پر ہے کہ اس کی حالت کیا ہے۔ کیا عمل ریاکاری کا ہے یا اخلاص اور رضاجوئی اللہ تعالےٰ درکار ہے۔ ریاکار کا عمل مردود ہے ہمیں چاہیئے کہ ہر عمل کرتے وقت اپنی نیتوں کو درست رکھیں۔ تاکہ عمل قابل قبول ہو

۸- خلافِ پیغمبرؐ

خلاف پیمبر کسے راہ گزید
کہ ہرگز بمنزل نخواہد رسید

إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا وَصَدُّوا عَن سَبِيلِ اللَّهِ وَشَاقُّوا الرَّسُولَ مِن بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمُ الْهُدَىٰ لَن يَضُرُّوا اللَّهَ شَيْئًا وَسَيُحْبِطُ أَعْمَالَهُمْ (محمد- آیت ۳۲)

ترجمہ:- بے شک جنہوں نے انکار کیا اور اللہ کی راہ سے روکا۔ اور رسولؐ کی مخالفت کی بعد اس کے کہ ان پر سیدھا راستہ واضح ہو چکا۔ وہ اللہ کا کچھ بھی نہیں بگاڑ سکیں گے۔ اور وہ ان کے اعمال اکارت کردے گا۔

تفسیر ابن کثیرؒ میں ہے کہ:-

"کفر کرنے والے۔ اللہ کے راستے سے دوسروں کو روکنے والے۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی مخالفت کرنے والے ہدایت کے بعد ایمان سے پھر جانے والے اللہ تعالےٰ کا کچھ بھی نہیں بگاڑتے۔ بلکہ اپنی جانوں کو نقصان میں ڈالتے ہیں۔ وہ قیامت کے روز خسارہ مند ہوں گے ان کی نیکیاں رائیگاں گئیں۔"

۹- ادب رسُولؐ

اللہ تعالےٰ نے فرمایا:-

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَرْفَعُوا أَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ وَلَا تَجْهَرُوا لَهُ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ أَن تَحْبَطَ أَعْمَالُكُمْ وَأَنتُمْ لَا تَشْعُرُونَ ۝ (الحجرات آیت ۲)

ترجمہ۔ اے ایمان والو اپنی آوازیں نبی کی آواز سے بلند نہ کیا کرو۔ اور نہ بلند آواز سے رسول سے بات کرو۔ جیسا تم ایک دوسرے سے بات کیا کرتے ہو۔ کہیں تمھارے اعمال برباد نہ ہو جائیں۔ اور تمھیں خبر بھی نہ ہو۔

حاشیہ شیخ الاسلام مولانا شبیر احمد صاحب عثمانیؒ

"یعنی حضورؐ کی مجلس میں شور نہ کرو جیسے آپس میں ایک دوسرے سے بے تکلف چہک کر یا تڑخ کر بات کرتے ہو۔ حضورؐ کے ساتھ یہ طریقہ اختیار کرنا خلاف ادب ہے۔ آپؐ سے خطاب کرو تو نرم آواز سے، تعظیم و احترام کے لہجہ میں، ادب

و شائستگی کے ساتھ دیکھو ایک مہذب بیٹا اپنے باپ سے، لائق شاگرد استاد سے، مخلص مرید پیر و مرشد سے، اور ایک سپاہی اپنے افسر سے کس طرح بات کرتا ہے۔ پیغمبرؐ کا مرتبہ تو ان سب سے کہیں بڑھ کر ہے۔ آپؐ سے گفتگو کرتے وقت پوری احتیاط رکھنی چاہیئے۔ مبادا بے ادبی ہو جائے۔ اور آپؐ کو تکدر پیش آئے۔ تو حضورؐ کی ناخوشی کے بعد مسلمان کا ٹھکانا کہاں ہے۔ ایسی صورت میں تمام اعمال ضائع ہونے اور ساری محنت اکارت جانے کا اندیشہ ہے۔

(تنبیہ) حضورؐ کی وفات کے بعد حضورؐ کی احادیث سننے اور پڑھنے کے وقت بھی یہ ہی ادب چاہیئے اور قبر شریف کے پاس حاضر ہو۔ وہاں بھی ان آداب کو ملحوظ رکھے۔ نیز آپؐ کے خلفاء ربانیین اور اولو الامر کے ساتھ درجہ بدرجہ اسی ادب سے پیش آنا چاہیئے۔ تاکہ جماعتی نظام قائم رہے۔ فرق مراتب نہ کرنے سے بہت مفاسد اور فتنوں کا دروازہ کھلتا ہے۔"

۱۰۔ دُعا

اَللّٰھُمَّ اَحْسِنْ عَاقِبَتَنَا فِی الْاُمُوْرِ کُلِّھَا وَ اَجِرْنَا مِنْ خِزْیِ الدُّنْیَا وَعَذَابِ الْاٰخِرَۃِ۔ (حصن حصین)

ترجمہ:۔ یا اللہ ہمارے ہر کام کا انجام بہتر کر۔ ہمیں دنیا کی رسوائی اور آخرت کے عذاب سے بچا —— (آمین)

بقیہ گوشت خوری صفحہ ۹ سے آگے

سب سے نمایاں تجربہ امریکہ کی ییل یونیورسٹی کے ڈاکٹر ارونڈ فشر کا ہے انہوں نے پندرہ گوشت کھانے والے کھلاڑی منتخب کر کے گوشت نہ کھانے والے ناتجربہ کار کھلاڑیوں میں ملائے۔ ہاتھ پھیلا کر گھٹنے ٹیکنے کے تجربہ میں گوشت نہ کھانے والوں نے گوشت کھانے والوں کی نسبت دگنا استقلال ظاہر کیا۔ ڈاکٹر اے۔ بی سلیمن صاحب کا بیان ہے کہ "گوشت محرک اثر رکھتا ہے۔ یہ خون کو گرما کر اعصاب کو برانگیختہ کرتا ہے۔ اس لئے گوشت کھانے والا جب گوشت کا استعمال ترک کرنے لگتا ہے تو وہ کمزوری محسوس کرتا ہے۔ مگر رفتہ رفتہ اس کمزوری کا اثر جاتا رہتا ہے۔ اور گوشت کے بغیر بھی قوت، بحال ہو جاتی ہے۔" گویا گوشت میں بھی دو اثر ہوتے ہیں ایک "پہلا اثر" یعنی عارضی قوت پیدا کرنا۔ ایک "دوسرا اثر" یعنی بعد میں سستی و کاہلی مسلط کرنا۔ شائد یہ حقیقت محتاج بیان نہیں کہ شراب کی بھی یہی خاصیت ہے۔ وہ پہلے اعضاء کو تحریک دیتی اور عارضی قوت پیدا کرتی ہے مگر بعد میں تمام جسم کو کمزور، ناکارہ اور مفلوج کر دیتی ہے۔ اگر حضرت عمر فاروق رضؓ نے گوشت کو شراب جیسی چیز سے تشبیہ دی ہے تو غلطی نہیں کی کیونکہ یہ نہ خلافِ عقل ہے اور نہ خلاف حقیقت۔

نتیجہ: ہم مانتے ہیں کہ گوشت ہم پر حلال کیا گیا ہے تاہم قرآنِ پاک کی کسی آیت یا کسی حدیث سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ اسے کثرت سے کھایا جائے یا اگر یہ نہ کھایا گیا تو ہماری بدنی قوت زائل ہو جائے گی اور ہم کسی کام کے نہیں رہینگے۔ میں یہ ضرور کہوں گا کہ حلال اشیاء کا اعتدال کے ساتھ استعمال صحت کیلیئے اچھا ہے۔ میں نے اوپر گوشت کے بارے میں جو نامور اور مشہور افراد کے افعال لکھے ہیں ان کا مقصد یہ نہیں کہ آپ گوشت کھانا بالکل چھوڑ دیں بلکہ مدعا یہ ہے کہ کسی بھی چیز کی زیادتی خطرناک نتائج پیدا کرتی ہے خواہ وہ گوشت ہو یا کوئی دوسری چیز۔ اگر غور سے دیکھا جائے تو حضرت عمر فاروقؓ کی روایت سے ان کی پُروقار، باعظمت اور دُور اندیش شخصیت کا نقشہ سامنے آجاتا ہے آپ نے جو فرمایا اس کی صداقت پر حال کے معتبر لوگوں کی مہر ثبت ہے۔

خلاصہ

گوشت کوئی اچھی خوراک نہیں بلکہ اس کے استعمال سے کثیر امراض لاحق ہونے کا خدشہ ہوتا ہے۔ اس میں موجود اجزاء (پروٹین۔ چربی، معدنی نمکیدیات وغیرہ) اگر کسی دوسری چیز (سبزی، اناج) سے حاصل ہوتے رہیں تو گوشت نہ کھانے کی کمی محسوس نہیں ہوتی۔ اور نہ ہی اس کے کھائے بغیر صحت خراب ہوتی ہے یہ خیال بڑا ہی غلط ہے کہ جو لوگ گوشت استعمال نہیں کرتے وہ کمزور کم حوصلہ اور بزدل ہوتے ہیں۔

فاروق اعظم رضؓ بڑے ہی دور اندیش تھے جدید تحقیق نے یہ ثابت کر دیا ہے کہ ان کے فرمودہ الفاظ صحیح ہیں۔ انہوں نے گوشت بالکل نہ کھانے کی ہدایت کبھی نہیں کی بلکہ اس کے کثرتِ استعمال سے منع فرمایا اس حقیقت سے نہ انہیں انکار تھا اور نہ ہمیں ہے کہ تندرست جانوروں کا گوشت کبھی کبھار کھانا موزوں و مناسب ہے مگر اس کا کثرت سے استعمال کرنا علالت کو خود دعوت دینے کے مترادف ہے۔

بقیہ غلط مسئلے و اوہام صفحہ ۔۔ سے آگے

یہ بالکل غلط بات ہے۔ البتہ جب قحط کی ایسی حالت ہو کہ غلہ قیمت سے بھی دستیاب نہ ہوتا ہو اور مخلوقات کو تکلیف ہونے لگے ایسی حالت میں غلہ کا روکنا حرام ہے۔

• مشہور ہے کہ ذبح کرنے والے کی بخشش نہ ہوگی۔ یہ غلط بات ہے۔

• مشہور ہے کہ جس چاقو سے جانور ذبح کیا جائے اس میں اگر تین کیلیں ہوں تو حلال ہوگا۔ ورنہ نہیں! یہ غلط ہے۔

• مشہور ہے کہ ولدالزنا (حرامی) کا ذبیحہ درست نہیں۔ یہ بھی بے اصل بات ہے۔

• مشہور ہے کہ ذبح کرنے والے کے ساتھ جانور کو پکڑنے والا اور امداد کرنے والا بھی تکبیر پڑھے یہ بھی بے اصل ہے۔

• مشہور ہے کہ عقیقہ کا گوشت بچہ کے ماں باپ یا نانا نانی اور دادا دادی کو کھانا درست نہیں یہ بے اصل ہے۔

• مشہور ہے کہ گالی دینے سے چالیس دن ایمان سے دور ہو جاتا ہے۔ اگر اس مدت میں مر جائے تو بے ایمان مرتا ہے یہ غلط بات ہے۔ البتہ گالی دینا بڑا گناہ ہے۔

• بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ اگر کتا کوئی چیز کپڑا برتن وغیرہ چھولے تو وہ ناپاک ہو جاتا ہے۔ یہ غلط بات ہے۔ البتہ رال لگنے سے ناپاک ہو جاتا ہے۔

• بعض لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ سفر میں قبلہ معاف ہے جدھر چاہو نماز پڑھ لو۔ یہ غلط بات ہے۔ بلکہ گاڑی میں بھی قبلہ کا رخ معلوم کر کے نماز پڑھنی چاہیئے۔

• گاڑی میں اکثر لوگ باوجود قدرت کے کھڑے ہو کر نماز پڑھنے کی بجائے بیٹھ کر نماز پڑھتے ہیں۔ اس طرح نماز درست نہیں ہوتی۔

• بعض عورتیں نماز پڑھ کر جاء نماز کا گوشہ یہ سمجھ کر اُلٹ دیتی ہیں کہ اس پر شیطان نماز پڑھتا ہے۔ یہ غلط ہے۔

• بعض لوگ کہتے ہیں کہ اگر قرآن شریف بلا ضرورت کھلا رہے تو اسے شیطان پڑھ لیتا ہے۔ یہ بے اصل ہے۔

باقی آئندہ

ایم اے عبدالرحمن لودھیانوی شیخوپورہ

خطاب بہ مکذبین

مقصدِ تخلیق انسان

انسان کی تخلیق کی غرض یہ تھی کہ اس کو احکام کا مکلف اور امر و نہی کا مخاطب بنا کر امتحان لیا جائے اور دیکھا جائے کہ کہاں تک مالک کے احکام کی تعمیل میں وفاداری دکھلاتا ہے۔ اسی لئے اس کو دیکھنے، سننے اور سمجھنے کی وہ قوتیں دی گئیں جن پر تکلیف شرعی کا مدار ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اس کی فطرت میں تخم ہدایت رکھا ہے گویا بنی آدم کے قلوب اللہ کی زمینیں ہیں بیج بھی اسی نے ڈالا ہے۔ بارش برسانے کے لئے رحمت کے بادل بھی اسی نے بھیجے۔ آدمی کا فرض ہے کہ ایمان کے اس بیج کو جو امانت الٰہیہ ہے ضائع نہ ہونے دے۔ بلکہ پوری سعی اور جدوجہد سے اس کی پرورش کرے مبادا غلطی یا غفلت سے بجائے درخت اگنے کے بیج بھی سوخت ہو جائے۔ پھر اسکو عقل اور سمجھ دی اور دلائل عقلیہ ونقلیہ سے نیکی کی راہ سجھائی جس کا مقتضٰی یہ تھا کہ سب انسان ایک راہ پر چلتے۔ لیکن گرد و پیش کے حالات اور خارجی عوارض سے متاثر ہو کر سب ایک راہ پر نہ رہے بعض نے اللہ کو مانا اور بعض نے ناشکری اور ناحق کوشی پر کمر باندھ لی۔

دوزخ دراصل کن کیلئے تیار کی گئی۔

جو لوگ رسم و رواج اور اوہام و ظنون کی زنجیروں میں جکڑے رہے اور غیر اللہ کی حکومت و اقتدار کے طوق اپنے گلوں سے نہ نکال سکے بلکہ حق و حاملینِ حق کے خلاف دشمنی اور لڑائی کی آگ بھڑکانے میں عمریں گزار دیں۔ کبھی بھول کر اللہ کی نعمتوں کو یاد نہیں کیا نہ اس کی سچی فرمانبرداری کا خیال دل میں لائے۔ ان کے لئے اللہ تعالیٰ نے آخرت میں دوزخ کے طوق وسلاسل اور بھڑکتی ہوئی آگ تیار کر رکھی ہے۔

کیا تمہاری خلقت عبث ہے

"کیا تم یہ گمان کرتے ہو کہ ہم نے تم کو کھیل و کود کیلئے بنایا اور کیا تم ہمارے پاس لوٹ کر نہ آؤ گے" پ ۱۸ ع ۶

واقعی دنیا کی عمر تھوڑی ہی تھی لیکن اگر اس بات کو پیغمبروں کے کہنے سے دنیا میں سمجھ لیتے تو کبھی اس متاعِ فانی پر مغرور ہو کر انجام سے غافل نہ ہوتے اور وہ گستاخیاں اور شرارتیں نہ کرتے جن کا دنیا کی زائل اور فانی لذتوں میں پڑ کر ارتکاب کیا۔ دنیا میں تو نیکی بدی کا پورا نتیجہ نہیں ملتا اگر اس زندگی کے بعد دوسری زندگی نہ ہو تو گویا یہ سب کارخانہ محض کھیل تماشہ اور بے نتیجہ تھا سو حق تعالیٰ کی ذات اس سے بہت بلند ہے۔ جب وہ بالا و برتر شہنشاہ مالک علی الاطلاق ہے تو ہو نہیں سکتا کہ وفاداروں اور مجرموں کو یوں کس مپرسی کی حالت میں چھوڑ دے۔ وہاں حساب ہو کر مقدار جرم کے موافق سزا دی جائیگی۔ اس دھوکہ میں مت رہنا کہ وہاں تو کوئی پوچھے گا نہیں۔ ہاں ہم تمہاری مہمانی کریں گے دوزخ کی آگ اور قسم قسم کے عذاب سے

قیامت کے دن سب سے زیادہ خسارہ میں وہ لوگ ہونگے جنکی ساری دوڑ دھوپ دنیا کے لئے تھی۔ آخرت کا کبھی خیال نہ آیا محض دنیا کی ترقیات اور مادی کامیابیوں کو بڑی معراج سمجھتے رہے دنیاوی زندگی میں جو کام انہوں نے اپنے نزدیک اچھے سمجھ کر کئے تھے خواہ واقع میں اچھے تھے یا نہیں وہ سب کفر کی نحوست سے وہاں بیکار ثابت ہوئے اور تمام محنت برباد گئی۔ نہ اللہ تعالیٰ کی نشانیاں کو مانا نہ خیال کیا کہ کبھی اس کے سامنے حاضر ہونا ہے۔

کافر کی حسنات مردہ ہیں اس ابدی زندگی میں نیکیاں کسی کام کی نہیں اب محض کفریات و سیئات رہ گئیں۔ حکومت و اقتدار کے نشہ میں لوگ عموماً اعتدال و انصاف پر قائم نہیں رہا کرتے۔ دنیا کی حرص اور زیادہ بڑھ جاتی ہے پھر جاہ و مال کی کشمکش اور غرض پرستی میں جھگڑے کھڑے ہوتے ہیں جنکا آخری نتیجہ عام فتنہ و فساد ہوتا ہے اور ایک دوسرے سے قطع تعلق۔

کسی کافر کی اللہ کے ہاں بخشش نہیں خصوصاً ان کافروں کی جو دوسروں کو خدا کی راہ سے روکنے میں لگے ہوئے ہیں۔

یوم الفصل کا انکار۔

مت پوچھو کہ فیصلہ کا دن کیا چیز ہے۔ بس یہ سمجھ لو کہ جھٹلانے والوں کو اس روز سخت تباہی و مصیبت کا سامنا ہوگا۔ کیونکہ جس چیز کی انہیں امید نہ تھی۔ جب وہ یکایک ایسی ہولناک صورت میں آ پہنچیگی تو ہوش پراں ہو جائیں گے اور حیرت و ندامت سے حواس باختہ ہونگے۔

منکرین قیامت سمجھتے تھے کہ اتنی بڑی دنیا کہاں ختم ہوتی ہے؟ بھلا کون یقین کریگا کہ جب سب آدمی بیک وقت مر جائینگے اور نسل انسانی بالکل نابود ہو جائیگی؟ یہ دوزخ اور عذاب کے ڈراوے سب فرضی اور بناوٹی باتیں معلوم ہوتی ہیں۔ اس کا جواب دیدیا کہ پہلے کتنے آدمی مر چکے اور کتنی قومیں اپنے گناہوں کے پاداش میں تباہ کی جا چکی ہیں۔ پھر ان کے پیچھے بھی موت و ہلاکت کا یہ سلسلہ برابر جاری ہے۔ جب ہماری قدیم عادت مجرموں کی نسبت معلوم ہو چکی تو سمجھ لو کہ دور حاضر کے کفار کو بھی ہم ان ہی اگلوں کے پیچھے چلتا کر دینگے۔ جو ہستی الگ الگ زمانوں میں بڑے بڑے مضبوط آدمیوں کو مار سکتی اور دنا قتور مجرموں کو پکڑ کر ہلاک کر سکتی ہے وہ اس پر کیوں قادر نہ ہوگی کہ سب مخلوق کو ایک دم میں فنا کر دے اور تمام مجرموں کو بیک وقت عذاب کا مزہ چکھائے۔

چند روز اور مزے اڑا لو آخر یہ کھایا پیا بہت بری طرح نکلیگا کیونکہ تم لوگ اللہ کے مجرم ہو جس کی سزا حبس دوام اور عذاب الیم کے سوا کچھ نہیں۔ جیسے ایک مجرم کو جسکے لئے پھانسی کا حکم ہو چکا ہو پھانسی دینے سے قبل کہا کرتے ہیں کہ کوئی خواہش ہو تو ظاہر کرو تاکہ اس کے پورا کرنے کی کوشش کی جائے

تم تو دنیا کے عیش و بہار اور لذتوں پر ریجھ رہے تھے یہ خبر نہ تھی کہ جس چیز کو پھولوں کا ہار سمجھ کر گلے میں ڈال رہے ہیں وہ کالا ناگ ہے۔

اس دن پچھتائینگے کہ دنیا میں احکام الٰہی کے سامنے کیوں نہ جھکے وہاں سر جھکاتے تو آج یہاں سربلند ہوتے۔

قرآن سے بڑھ کر کامل اور مؤثر بیان کس کا ہوگا اگر یہ مکذبین اس پر یقین نہیں لاتے تو اور کس بات پر ایمان لائیں گے۔ کیا قرآن کے بعد کسی اور کتاب کے منتظر ہیں جو آسمان سے اتریگی۔

مکذبین سے سلوک:-

دوزخ شریروں کی تاک میں ہے اور ان ہی کا ٹھکانا ہے۔ قرن پر قرن گزرتے چلے جائینگے اور ان کی مصیبت کا خاتمہ نہ ہوگا نہ

ٹھنڈک کی راحت پائیں گے نہ کوئی خوشگوار چیز پینے کو ملے گی ہاں گرم پانی ملیگا جسکی سوزش سے منہ جھلس جائیں گے اور آنتیں کٹ کر پیٹ سے باہر آ پڑیں گی۔ اور دوسری چیز پیپ ملے گی جو دوزخیوں کے زخموں سے نکل رہی ہے گی زقوم کا درخت کھانے کو ملیگا۔ ان فرشتوں کو جو مجرمین کو عذاب دینے پر مامور ہونگے کہا جائیگا کہ ان کے سروں پر کھولتا ہوا پانی ڈالو وہ پانی دماغ سے اتر کر آنتوں کو کاٹتا ہوا باہر نکلیگا۔ لباس میں گندھک کے کرتے پہنائے جائیں گے۔ فرشتوں کو حکم ہوگا کہ اس کو پکڑو اور پھر دوزخ کی آگ میں غوطہ دو اور ستر گز طول والی زنجیر میں اسکو جکڑ دو تاکہ جلنے کی حالت میں ذرا بھی حرکت نہ کر سکے۔ اس نے دنیا میں رہ کر نہ اللہ کو جانا، نہ بندوں کے حقوق پہچانے۔ فقیر، محتاج کی خود تو کیا خدمت کرتا دوسروں کو بھی ادھر ترغیب نہیں دی۔ پھر جب اللہ پر جس طرح چاہیئے تھا ایمان نہ لایا تو نجات کہاں ؟۔

مکذبین کی حسرت و تمنّا:-

آج منکرین قرآن و اسلام جیسی عظیم الشان نعمتِ الٰہیہ کی قدر نہیں کرتے۔ لیکن ایسا وقت آنے والا ہے جب یہ لوگ اپنی محرومی پر ماتم کرینگے اور دستِ حسرت مل کر کہینگے کاش ہم مسلمان ہوتے وہ وقت کب آئے گا ؟ دنیا و آخرت میں جو مواقع مسلمانوں کی کامیابی اور کافروں کی نامرادی کے پیش آتے رہیں گے ہر موقع پر کفار کو رہ رہ کر اپنے مسلمان ہونے کی تمنا اور نعمتِ اسلام سے محروم رہجانے کی حسرت ہوگی۔ اسلامی فتوحات و ترقیات کی ہر ایک منزل پر کفار کو اپنی تہی دستی و حرماں نصیبی پر پچھتانے اور دل سے اشکِ حسرت بہانے کا موقعہ ملتا رہا۔ انتہائی حسرت وافسوس کا وہ مقام ہوگا جب فرشتہ جان نکالنے کے لئے سامنے کھڑا ہے اور عالمِ غیب کے حقائق آنکھوں سے نظر آرہے ہیں۔ اس وقت ہاتھ کاٹینگے اور آرزو کریں گے کہ کاش ہم نے اسلام قبول کر لیا ہوتا کہ آج عذاب بعد الموت سے محفوظ رہ سکتے۔

اس سے بھی بڑھ کر یاس انگیز نظارہ وہ ہوگا جو طبرانی کی حدیث میں ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت کے بہت سے لوگ اپنے گناہوں کی بدولت جہنم میں جائیں گے اور جب تک خدا چاہے گا وہاں رہیں گے بعدہٗ مشرکین ان پر طعن کریں گے کہ تمہارے ایمان و توحید نے تم کو کیا فائدہ دیا تم بھی آج تک ہماری طرح دوزخ میں ہو۔ اس پر حق تعالیٰ کسی موحّد کو نہ چھوڑے گا۔ یہ فرما کر نبی کریمؐ نے یہ آیت پڑھی رُبَمَا يَوَدُّ الَّذِينَ كَفَرُوا لَوْ كَانُوا مُسْلِمِينَ الخ پ۱۴ ع-۱

ترجمہ:- کسی وقت منکرین آرزو کریں گے کیا اچھا ہوتا جو مسلمان ہوتے ان کو چھوڑ دو کہ کھالیں اور فائدہ اٹھا لیں اور امید میں لگے رہیں۔ سو آئندہ معلوم کر لیں گے۔

مکذبین کا پیغمبر علیہ السلام سے استہزاء:-

گویا یہ آخری موقعہ ہوگا جب کفار اپنے مسلمان ہونے کی تمنا کرینگے

مشرکین مکہ بطور حقارت اور تمسخر پیغمبر خدا صلعم کو کہا کرتے تھے کیا آپ سب سے بڑھ کر خدا کے ہاں سے قرآن لے آئے۔ دوسروں کو احمق و جاہل بتلانے لگے بلکہ ساری دنیا کو الٹی میٹم دیدیا اس پر یہ دعوٰی ہے کہ آخر میں ہی غالب ہونگا اور ایک وقت آئے گا کہ منکرین حسرت سے کہیں گے کہ کاش ہم مسلمان ہو جاتے۔ یہ کونسی عقل و ہوش کی باتیں ہیں۔ کھلی ہوئی دیوانگی ہے اور جو پڑھکر سناتے ہو مجنون کی بڑ سے زیادہ وقعت نہیں رکھتا (العیاذ باللہ)

اگر بارگاہِ احدیت میں آپ کو ایسا ہی قرب حاصل ہے اور ساری قوم میں خدا نے منصب رسالت کے لئے آپ کا انتخاب کیا ہے تو فرشتوں کی خدائی فوج آپ کے ساتھ کیوں نہیں آئی جو کھلم کھلا آپ کی تصدیق کرتی اور ہم سے آپ کی بات منواتی نہ مانتے تو فوراً سزا دیتی۔

جواب ملا کہ ماننے والوں کیلئے اب بھی کافی سے زیادہ نشانات موجود ہیں۔ باقی جن کا ارادہ ہی ماننے کا نہیں وہ فرشتوں کے آنے پر بھی نہ مانینگے پھر ان کے اتارنے میں کیا فائدہ ہے حق تعالیٰ فرشتوں کو زمین پر اپنی حکمت کے موافق کسی غرضِ صحیح کے لئے بھیجتے ہیں۔ یونہی بے فائدہ تماشا دکھلانا مقصود نہیں ہوتا۔ عموماً عادت اللہ یہ رہی ہے کہ جب کسی قوم کی سرکشی انتہا کو پہنچ جاتی ہے۔ اور سارے مرحلے تفہیم (سمجھانے) و ہدایت کے طے ہو جاتے ہیں تو فرشتوں کی فوج اسکے ہلاک کرنے کے لئے بھیجی جاتی ہے۔ پھر اس کو قطعاً مہلت نہیں دی جاتی اگر تمہاری خواہش کے موافق فرشتے اتارے جائیں تو اس سے صرف یہی ایک مقصد حاصل ہو سکتا ہے کہ تم کو بلا تاخیر ہلاک کر دیا جائے جو فی الحال حکمت الٰہی کے موافق نہیں کیونکہ ابھی اس کا وقت نہیں آیا۔ یہ تو آخری صورت ہے جو سب منزلیں طے ہو چکنے اور سب کام ختم کر دئے جانے کے بعد ظہور پذیر ہوتی ہے۔ تمہارا استہزاء و تعنت اور قرآن لانے والے کی طرف جنون کی نسبت کرنا قرآن اور حامل قرآن پر قطعاً اثر انداز نہیں ہو سکتا۔

اعجازِ قرآن:-

یاد رکھو اس قرآن کے اتارنے والے ہم ہیں اور ہم ہی نے اس کی ہر قسم کی حفاظت کا ذمہ لیا ہے جس شان اور ہیئت سے وہ اترا ہے بغیر ایک شوشہ یا زیر زبر کی تبدیلی کے چار دانگ عالم میں پہنچ کر رہے گا اور قیامت تک ہر طرح کی تحریف لفظی و معنوی سے محفوظ و مصئون رکھا جائیگا۔ زمانہ کتنا ہی بدل جائے مگر اس کے اصول و احکام کبھی نہیں بدلینگے زبان کی فصاحت و بلاغت اور علم و حکمت کی موشگافیاں کتنی ہی ترقی کر جائیں لیکن قرآن کے صوری و معنوی اعجاز میں اصلاً (بالکل ضعف و انحطاط (کمی) محسوس نہ ہوگا۔ قومیں اور سلطنتیں قرآن کی آواز کو دبانے یا گم کر دینے میں ساعی ہونگی لیکن اس کے ایک نقطہ کو گم نہ کر سکیں گی۔ حفاظت قرآن کے متعلق یہ عظیم الشان وعدہ الٰہی (اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ ۝ پ۱۴-ع-۱) ایسی صفائی اور حیرت انگیز طریقہ سے پورا ہو کر رہا جسے دیکھ کر بڑے بڑے متعصب و مغرور مخالفوں کے سر نیچے ہو گئے۔ فاضل میور کہتا ہے جہاں تک ہماری معلومات ہیں دنیا بھر میں ایک بھی ایسی کتاب نہیں جو قرآن کی طرح بارہ صدیوں تک ہر قسم کی تحریف سے پاک رہی ہو۔

ایک اور یورپین محقق لکھتا ہے کہ ہم ایسے ہی یقین سے قرآن کو بعینہٖ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے منہ سے نکلے ہوئے الفاظ سمجھتے ہیں جیسے مسلمان اسکو خدا کا کلام سمجھتے ہیں۔ واقعات بتلاتے ہیں کہ ہر زمانہ میں ایک جمِ غفیر (بہت بڑی تعداد) علماء کا جنکی تعداد اللہ ہی کو معلوم ہے ایسا رہتا رہا جس نے قرآن کے علوم و مطالب اور غیر منقضی عجائب کی حفاظت کی کاتبوں نے رسم الخط کی، قاریوں نے طرز ادا کی، حافظوں نے اس کے الفاظ و عبارت کی وہ حفاظت کی کہ نزول کے وقت سے آجتک ایک زیر و زبر تبدیل نہ ہو سکا کسی نے قرآن کے رکوع گن

لئے کسی نے آیتیں شمار کیں، کسی نے حروف کی تعداد بتلائی حتی کہ بعض نے ایک ایک اعراب اور ایک ایک نقطہ شمار کر ڈالا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک سے آج تک کوئی لمحہ اور کوئی ساعت نہیں بتلائی جاسکتی جس میں ہزاروں لاکھوں کی تعداد حفاظِ قرآن کی موجود نہ رہی ہو خیال کرو آٹھ دس سال کا پاکستانی یا ہندوستانی بچہ جسے اپنی مادری زبان میں دو تین جز کا رسالہ یاد کرانا دشوار ہے وہ ایک اجنبی زبان کی اتنی ضخیم (موٹی) کتاب جو متشابہات سے پر ہے کس طرح فرفر سُنا دیتا ہے۔ پھر کسی مجلس میں ایک بڑے باوجاہت عالم و حافظ سے کوئی حرف چھوٹ جائے یا اعراب کی فروگذاشت ہو جائے تو ایک بچہ اسکو ٹوک دیتا ہے چاروں طرف سے تصحیح کرنے والے للکارتے ہیں۔ ممکن نہیں کہ پڑھنے والے کو غلطی پر قائم رہنے دیں

تکذیبِ قرآن کو چیلنج:- اگر تمام انسان اور جن اس بات پر جمع ہو جائیں کہ قرآن جیسا قرآن بنا سکیں وہ ہرگز ایسا قرآن نہ لاسکیں گے خواہ وہ ایک دوسرے کی بڑے مدد کیا کریں پ ۱۵ ع ۱۰۔

"کیا کہتے ہیں کہ تو قرآن بنا لایا ہے کہدو کہ تم بھی ایک ایسی دس سورتیں بناکرلے آؤ اور بلا لو جس کو بلا سکو اللہ کے سوا، اگر ہو تم سچے پھر اگر تمہارا کہنا پورا نہ کریں تو جان لو کہ قرآن تو اللہ کی وحی سے اترا ہے اور یہ کہ اس کے سوا کوئی حاکم نہیں پھر اب تم حکم مانتے ہو، پ ۱۲ ع ۲

فرمائشی معجزات طلب کرتے ہیں جنکا دیا جانا مصلحت نہیں اور جو سب سے بڑا معجزہ قرآن ان کے سامنے ہے اسے مانتے نہیں۔ کہتے ہیں یہ تو معاذ اللہ تمہارا من گھڑت ہے اسؔ کا جواب دیدیا کہ تم بھی آخر عرب ہو۔ فصاحت وبلاغت کا دعوٰی رکھتے ہو سب مل کر ایسی دس سورتیں گھڑ کر پیش کرو اور اس کام میں بھی مدد دینے کیلئے تمام مخلوق کو بلکہ اپنے ان معبودوں کو بھی بلا لاؤ جنہیں خدائی کا شریک سمجھتے ہو اگر نہ کر سکو اور کبھی نہ کر سکو گے تو سمجھ لو کہ ایسا کلام خالق ہی کا ہو سکتا ہے جس کا مثل لانے سے تمام مخلوق عاجز رہ جائے تو یقیناً یہ وہ کلام ہے جو خدا تعالیٰ نے اپنے علم کامل سے پیغمبر پر اتارا ہے بیشک جس کے کلام کا مثل نہیں ہو سکتا اس کی ذات و صفات میں کون شریک ہو سکتا ہے ایسا بے مثال کلام اسی بے مثال خدا کا ہے جس کا کوئی شریک نہیں۔

کیا ایسے واضح دلائل کے بعد بھی مسلمان ہونے اور خدا کا علمبردار بننے میں کسی چیز کا انتظار ہے؟ اگر تم اپنے اس دعوٰی میں سچے ہو کہ یہ بندے کا کلام ہے تو جس قدر قابل فصحا، اور بلغاء موجود ہیں خدا تعالیٰ کے سوا سب سے مدد لیکر ہی ایک چھوٹی سی سورۃ ایسی بنا لاؤ بلکہ خداوندکریم کے سوا تمہارے جتنے معبود ہیں سب سے تضرع (عاجزی) اور گریہ زاری کے ساتھ دعا مانگو کہ اس مشکل بات میں تمہاری کچھ مدد کریں پھر اس پر بھی اگر تم ایسی ایک سورۃ نہ بنا سکو اور یہ بات یقینی ہے کہ ہرگز نہ بنا سکو گے تو پھر دوزخ کی آگ سے بچو اور ڈرو جو سب آگوں سے تیز ہے اس کا ایندھن کافر اور پتھر ہیں جنکی تم پرستش کرتے ہو اور بچنے کی صورت یہی ہے کہ کلام الٰہی پر ایمان لاؤ۔

وَمَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰہِ حَدِیْثًا ۵پ ع ۸

ترجمہ:- اور اللہ تعالیٰ سے سچی کس کی بات ہو سکتی ہے۔

توحید و عبادت باری تعالیٰ کی دعوت

یَا اَیُّھَا النَّاسُ اعْبُدُوْا رَبَّکُمُ الَّذِیْ خَلَقَکُمْ وَالَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِکُمْ لَعَلَّکُمْ تَتَّقُوْنَ

پ ۱ ع ۳- ترجمہ:- اے لوگو! اپنے رب کی بندگی کرو جس نے تم کو اور تم سے پہلوں کو پیدا کیا تاکہ تم پرہیزگار بن جاؤ۔

سب انسانوں کو خطاب فرماکر توحید جناب باری سمجھائی جاتی ہے جو ایمان کے لئے اصل الاصول ہے۔ خلاصہ معنی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تم کو اور تم سے پہلوں سب کو پیدا کیا اور تمہاری ضروریات اور کل منافع کو بنایا پھر اسکو چھوڑ کر کسی دوسرے کو معبود بنانا جو تم کو نہ نفع پہنچا سکے نہ نقصان (جیسے بت) کس قدر حماقت اور جہالت ہے حالانکہ تم یہ بھی جانتے ہو کہ اس جیسا کوئی نہیں۔

صداقت رسالت:- وَمَآ اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا کَآفَّۃً لِّلنَّاسِ بَشِیْرًا وَّنَذِیْرًا وَّلٰکِنَّ اَکْثَرَ النَّاسِ لَا یَعْلَمُوْنَ

پ ۲۲ ع ۹ ترجمہ:- اور تجھ کو سارے لوگوں کے واسطے خوشی اور ڈر سنانے کو بھیجا لیکن بہت لوگ نہیں سمجھتے۔

یہاں توحید کے ساتھ رسالت کا ذکر کردیا آپ کا فرض اور آپ کی بعثت کی غرض یہی ہے کہ نہ صرف عرب بلکہ تمام دنیا کے لوگوں کو ان کے نیک و بد سے آگاہ کردیں سو کردیا جو نہیں سمجھتے وہ جانیں، سمجھدار آدمی تو اپنے نفع نقصان کو سوچکر آپ کی بات کو ضرور مانیں گے ہاں دنیا میں کثرت جاہلوں اور ناسمجھوں کی ہے۔ ان کے دماغوں میں کہاں گنجائش ہے کہ کارآمد باتوں کی قدر کریں۔

اللہ پر ایمان لانے یا یقین و معرفت کے راستوں پر چلنے سے کیا چیز مانع ہو سکتی ہے اور اس معاملہ میں سستی یا تغافل کیوں ہو جبکہ خدا کا رسول تمکو کسی اجنبی اور غیر معقول چیز کی طرف نہیں بلکہ تمہارے حقیقی پرورش کرنے والے کی طرف دعوت دے رہا ہے جسکا اعتقاد تمہاری اصل فطرت میں ودیعت کر دیا گیا اور جس کی ربوبیت کا اقرار تم دنیا میں آنے سے پہلے کر چکے ہو چنانچہ آجتک اس اقرار کا کچھ نہ کچھ اثر بھی قلوبِ بنی آدم میں پایا جاتا ہے۔ پھر دلائل و براہین اور ارسال رسل کے ذریعہ سے اس ازلی عہد و پیمان کی یاد دہانی (اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں) اور تجدید بھی کیگئی اور انبیائے سابقین نے اپنی امتوں سے یہ عہد بھی لیا کہ خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کا اتباع کرینگے۔ اور تم میں سے بہت سے وہ بھی ہیں جو خود نبیؐ کے دستِ مبارک پر سمع و طاعت اور انفاق فی سبیل اللہ وغیرہ امور ایمانیہ پر کاربند رہنے کا پکا عہد کر چکے ہیں پس ان مبادی کے بعد کہاں گنجائش ہے کہ جو ماننے کا ارادہ رکھتا ہو وہ نہ مانے اور جو مان چکا ہو وہ اس سے انحراف کرنے لگے۔

اس نے قرآن اتارا اور صداقت کے نشان دیئے تاکہ ان کے ذریعہ تم کو کفر اور جہل کے اندھیروں سے نکال کر ایمان و علم کے اجالے میں لے آئے یہ اللہ تعالیٰ کی بہت ہی بڑی شفقت اور مہربانی ہے اگر سختی کرتا تو انہیں اندھیروں میں چھوڑ کر تم کو ہلاک کر دیتا یا ایمان لانے کے بعد بھی پچھلی خطاؤں کو معاف نہ کرتا۔

بشارت رسول اکرمؐ:- یوں تو دوسرے انبیائے سابقین بھی خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری کا مژدہ برابر سناتے آئے ہیں لیکن جس صراحت و وضاحت اور اہتمام کے ساتھ حضرت مسیح ؑ نے آپ کی آمد کی خوشخبری دی وہ کسی اور سے منقول نہیں۔ شاید قربِ عہد کی بنا پر ان کے حصہ میں آئی ہوگی کیونکہ ان کے بعد نبیؐ آخر الزمان کے سوا دوسرا نبی آنے والا نہ تھا یہ سچ ہے کہ آج دنیا کے ہاتھوں میں اصل تورات وانجیل وغیرہ کا کوئی صحیح نسخہ باقی نہیں چھوڑا جس سے ہم کو ٹھیک پتہ لگ سکتا کہ انبیائے سابقین خصوصاً حضرت مسیح ؑ نے خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت کن الفاظ میں اور کس عنوان سے بشارت دی تھی اور اسی لئے کسی کو حق نہیں پہنچتا کہ وہ قرآن کریم

کے صاف و صریح بیان کو اس تحریف شدہ بائبل میں موجود نہ ہونے کی وجہ سے جھٹلانے لگے انجیل یوحنا میں تو فارقلیط (یا پیرکلوطوس) والی بشارت اتنی صاف ہے کہ اس کا بے تکلف مطلب بجز احمد (یعنی محمود وستودہ) کے کچھ ہو ہی نہیں سکتا۔ وَمُبَشِّرًا بِرَسُوْلٍ يَّاْتِيْ مِنْۢ بَعْدِي اسْمُهٗٓ اَحْمَدُ الاٰخر پ ۲۸ ع ۹۔ ترجمہ:۔"اور خوشخبری سنانے والا ایک رسول کی جو میرے بعد آئیگا اُس کا نام احمد ہے"۔ پھر جب ان کے پاس کھلی نشانیاں لیکر آیا تو کہنے لگے یہ صریح جادو ہے (مطلب) حضرت مسیحؑ کھلی نشانیاں لیکر آئے یا جنکی بشارت دی تھی حضرت احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم وہ کھلے نشان لیکر آئے تو لوگ اسے جادو بتلانے لگے۔

مکذبین کو شیطان کے ساتھ دوستی رکھنے پر ندامت

قیامت کے دن آسمانوں کے پھٹنے کے بعد اوپر سے بادل کی طرح ایک چیز اترتی نظر آئے گی۔ جس میں حق تعالیٰ کی ایک خاص تجلی ہوگی۔ اس کے ساتھ بیشمار فرشتوں کا ہجوم ہوگا اور آسمانوں کے فرشتے اس روز لگاتار مقام محشر کی طرف نزول فرمائیں گے۔ ظاہرًا و باطنًا، صورۃً و معنیً، مَن کُلِّ الوُجُوہ اکیلے رحمان کی بادشاہت ہوگی صرف اسی کا حکم چلیگا۔ پھر جب رحمٰن کی حکومت ہوئی تو جو مستحق رحمت ہیں ان کے لئے رحمت کی کیا کمی، بے حساب رحمتوں سے نوازے جائیں گے مگر باوجود ایسی لامحدود رحمت کے کافروں کیلئے وہ دن بڑی سخت مشکل اور مصیبت کا ہوگا ۔

کہ بازار چنداں کہ آگندہ تر

تہی دست را دل پراگندہ تر

مارے حسرت و ندامت کے اپنے ہاتھ کاٹیگا اور افسوس کریگا کہ میں نے کیوں دنیا میں رسول خدا کا راستہ اختیار نہ کیا اور کیوں شیاطین الانس والجن کے بہکانے میں آگیا جو آج یہ روز بد دیکھنا پڑا۔ جنکی دوستی اور اغوا سے گمراہ ہوا تھا یا گمراہی میں ترقی کی تھی اسوقت پچھتائیگا کر افسوس ایسوں کو میں نے اپنا دوست کیوں سمجھا کاش میرے اور ان کے درمیان کبھی دوستی اور رفاقت نہ ہوتی کہے گا کہ پیغمبر کی نصیحت مجھ کو پہنچ چکی تھی جو ہدایت کیلئے کافی تھی اور امکان تھا کہ میرے دل میں گھر کرے مگر اس کمبخت کی دوستی نے تباہ کیا اور دل کو ادھر متوجہ نہ ہونے دیا۔ بیشک شیطان بڑا دغا باز ہے آدمی کو عین وقت پر دھوکہ دیتا ہے اور بری طرح رسوا کرتا ہے۔

وَيَوْمَ يَعَضُّ الظَّالِمُ عَلٰى يَدَيْهِ يَقُوْلُ يٰلَيْتَنِي اتَّخَذْتُ مَعَ الرَّسُوْلِ سَبِيْلًا ۝ يٰوَيْلَتٰى لَيْتَنِيْ لَمْ اَتَّخِذْ فُلَانًا خَلِيْلًا ۝ پ ۱۹ ع ۱

ترجمہ:۔ اور جس دن کاٹ کھائیگا گنہگار اپنے ہاتھوں کو۔ کہیگا اے کاش میں نے رسول کے ساتھ رستہ پکڑا ہوتا۔ اے خرابی میری کاش میں نے فلاں کو دوست نہ پکڑا ہوتا

ضدی اور معاندین نے جب کسی نصیحت پر کان نہ دھرا تب پیغمبر نے بارگاہِ الٰہی میں شکایت کی کہ خداوندا! میری قوم نہیں سنتی انہوں نے قرآن مجید جیسی عظیم الشان کتاب کو (العیاذ باللہ) کمواس قرار دیا۔ جب قرآن پڑھا جاتا ہے تو خوب شور مچاتے ہیں اور بک بک جھک جھک کرتے ہیں تاکہ کوئی شخص سن اور سمجھ نہ سکے۔ اس طرح ان اشقیاء نے قرآن جیسی قابل قدر کتاب کو بالکل متروک و مہجور کر چھوڑا ہے۔

مکذبین چوپایوں سے بھی بدتر ہیں۔

اِنْ هُمْ اِلَّا كَالْاَنْعَامِ بَلْ هُمْ اَضَلُّ سَبِيْلًا پ ۱۹ ع ۲ ترجمہ:۔ اور کچھ نہیں وہ چوپایوں کے برابر ہیں بلکہ وہ ان سے بھی زیادہ راستہ سے بھکے ہوئے ہیں۔

مطلب:۔ کیسی ہی نصیحتیں سنائیں یہ لوچوپائے جانور ہیں بلکہ ان سے بھی بدتر انہیں سننے سمجھنے سے کیا واسطہ؟ چوپائے تو بہر حال اپنے پرورش کرنے والے مالک کے سامنے گردن جھکا دیتے ہیں۔ اپنے محسن کو پہچانتے ہیں نافع و ضار کی کچھ شناخت رکھتے ہیں۔ کھلا چھوڑ دو تو اپنی چراگاہ اور پانی پینے کی جگہ پہنچ جاتے ہیں لیکن ان بدبختوں کا حال یہ ہے کہ نہ اپنے خالق و رازق کا حق پہچانا نہ اس کے احسانات کو سمجھا نہ بھلے برے کی تمیز کی نہ دوست دشمن میں فرق کیا۔ نہ غذائے روحانی اور چشمۂ ہدایت کی طرف قدم اٹھایا بلکہ اس سے کوسوں دور بھاگے اور جو قوتیں خدا تعالیٰ نے عطا کی تھیں ان کو معطل کئے رکھا بلکہ بے موقعہ صرف کر دیا اگر ذرا بھی عقل و فہم سے کام لیتے تو اس کارخانۂ قدرت میں بے شمار نشانیاں موجود تھیں جو نہایت واضح طور پر اللہ تعالیٰ کی توحید و تنزیہ اور اصول دین کی صداقت وحقانیت کی طرف رہبری کر رہی ہیں۔

صبح سے طلوع شمس تک سب جگہ سایہ رہتا ہے **اگر حق تعالیٰ سورج کو طلوع** نہ ہونے دیتا تو یہی سایہ قائم رہتا مگر اس نے اپنی قدرت سے سورج نکالا جس سے دھوپ پھیلنی شروع ہوئی اور سایہ بتدریج ایک طرف کو سمٹنے لگا اگر دھوپ نہ آتی تو سایہ کو ہم سمجھ بھی نہ سکتے کیونکہ ایک ضد کے آنے ہی سے دوسری ضد پہچانی جاتی ہے۔

یہی مثال دنیا کی ہستی کی ہے اول عدم تھا پھر نورِ وجود آیا پھر آخر کار کتم عدم میں چلی جائے گی اور اسی جسمانی نور و ظل کے سلسلے پر روحانی نور و ظلمت کو قیاس کر لو اگر کفر و عصیان اور جہل و طغیان کی ظلمات میں آفتاب نبوت کی روشنی اللہ تعالیٰ نہ بھیجتا تو کسی معرفت صحیحہ کا راستہ ہاتھ نہ آتا۔ جب انبیاء علیہم السلام وحی والہام کی روشنی سے دنیا میں اجالا کرتے ہیں تو جہل و غفلت کی نیند سے سوئی ہوئی دنیا ایک دم آنکھیں مل کر اٹھ بیٹھتی ہے۔

آباء واجداد کی اندھی تقلید کا کیا فائدہ؟

وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ تَعَالَوْا اِلٰى مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَاِلَى الرَّسُوْلِ قَالُوْا حَسْبُنَا مَا وَجَدْنَا عَلَيْهِ اٰبَآءَنَا ؕ اَوَلَوْ كَانَ اٰبَآؤُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ شَيْـًٔا وَّلَا يَهْتَدُوْنَ ۝ پ ۷ ع ۴

ترجمہ:۔ اور جب کہا جاتا ہے ان کو آؤ اس کی طرف جو کہ اللہ نے نازل کیا اور رسول کی طرف، تو کہتے ہیں ہم کو وہ کافی ہے جس پر ہم نے اپنے باپ دادوں کو پایا۔ بھلا اگر ان کے باپ دادے کچھ علم نہ رکھتے ہوں اور نہ راہ جانتے ہوں تو بھی ایسا ہی کہیں گے۔

(مطلب)۔ جاہلوں کی سب سے بڑی حجت یہی ہوتی ہے کہ جو کام باپ دادا سے ہوتا آیا ہے اس کے خلاف کیسے کریں؟ ان کو بتلایا گیا کہ اگر تمہارے اسلاف بے عقلی یا جہالت سے ہلاکت کے گڑھے میں جا گرے ہوں تو کیا پھر بھی تم ان کی راہ چلوگے؟ حضرت شاہ عبد القادر صاحبؒ کہتے ہیں باپ کا حال معلوم ہو کر حق کا تابع اور صاحب علم تھا تو اس کی راہ پکڑے نہیں تو عبث ہے ہر کسی کی کورانہ تقلید جائز نہیں۔ اگر کفار رسوم شرکیہ اور آباؤ اجداد کی اندھی تقلید سے باوجود اس قدر نصیحت و فہمائش کے باز نہیں آتے تو تم زیادہ اس غم میں مت پڑو کسی کی گمراہی سے تمہارا کوئی نقصان

نہیں بشرطیکہ تم سیدھی راہ پر چل رہے ہو سیدھی راہ یہی ہے کہ آدمی ایمان و تقویٰ اختیار کرے۔ خود برائی سے رکے اور دوسروں کو روکنے کی امکانی کوشش کرے۔

باپ دادوں کی سند لانا کیسے صحیح ہو سکتا ہے بقول حضرت شاہ عبدالقادر صاحبؒ سن چکے کہ پہلے باپ نے شیطان کا فریب کھایا پھر باپ کی کیوں سند لاتے ہو؟ یہ کس قدر بے حیائی کی بات ہے کہ جو کام شیطان کے حکم سے ہو رہا ہے اسے کہا جاتے کہ ہم کو خدا نے حکم دیا ہے۔

کافر کہتے ہیں کہ ہم ان منطقی بحثوں اور کٹ حجتیوں کو نہیں جانتے نہ ہماری عقیدت اور پرستش کا مدار ان باتوں پر ہے بس سو دلیلوں کی ایک دلیل یہ ہے کہ ہمارے بڑے اسی طرح کرتے چلے آئے کیا ہم ان سب کو احمق سمجھ لیں؟

عقل و فطرت کی کوئی شہادت ہماری تائید میں نہیں ہے نہ سہی، لیکن بڑی بھاری دلیل بت پرستی کے حق و صواب ہونے کی یہ ہے کہ ہمارے باپ دادا ان ہی کی پوجا کرتے چلے آئے ہیں پھر ہم اپنے بڑوں کا طریقہ کیسے چھوڑ دیں۔ پیغمبر نے کہا اس دلیل سے تمہاری حقانیت اور عقلمندی تو ثابت نہ ہوئی ہاں یہ ثابت ہوا کہ تمہارے باپ دادا بھی تمہاری طرح گمراہ اور بے وقوف تھے (ملخص از حواشیٔ قرآن شیخ الاسلام حضرت مولانا شبیر احمد عثمانی رحؒ)

حاصل کلام

وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَآ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ

پ ۱ ع ۴ ترجمہ:- اور جنہوں نے کفر کیا اور ہماری نشانیوں کو جھٹلایا وہ سب دوزخی ہیں اور وہ اس میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے۔

اس آیت سے صاف ثابت ہے کہ انکار اور تکذیب کا نتیجہ دوزخ ہے۔ پوچھا جائیگا۔ کیا تمہارے پاس کوئی ڈر سنانے والا نہ آیا تھا؟ کہینگے ہمارے پاس پہنچا تھا ڈر سنانے والا پھر ہم نے اس کو جھٹلایا اور کہا کہ اللہ نے کوئی چیز نہیں اتاری پ ۲۹ ع ۱ــہ

بنی آدم اعضائے یک دیگر اند
کہ در آفرینش زیک جوہر اند

مکذبین کے زمرے میں بڑے بڑے فلاسفر سائنسدان لیڈر، موجد، رؤسا اور سیاستدان اس وقت موجود ہیں جو آئے دن نئی معلومات کا انکشاف کرتے ہیں۔ زمین و آسمان کی پہنائیوں اور وسعتوں میں جولانیاں کر رہے ہیں مگر

نہایت ہی افسوس ہے کہ روحانی ترقیات کی طرف کوئی توجہ نہیں کرتے۔ تعصب کی عینک اتار کر کتاب اللہ کا مطالعہ فرمائیں تو بہت سے عجیب و غریب اسرار منکشف ہوں اور بہت سے شبہات و شکوک رفع ہوں

اسلام ایک عالمگیر اور فطرتی مذہب ہے۔ خدا تعالیٰ رب العالمین ہے اور اس کا رسول رحمۃٌ للعالمین ہے۔ اور اس کی کتاب نذیرٌ للعالمین ہے بالفاظ دیگر خدا ربُّ الناس، رسول کافۃً للناس، قرآن ہدًی للناس، کعبہ مثابۃٌ للناس اور امت محمدیہ اخرجت للناس۔

سو آخر میں منکرین و مکذبین سے ہمدردانہ و مخلصانہ اپیل کی جاتی ہے کہ وہ خالی الذہن ہو کر قرآن عظیم (جو ہدایت، رحمت اور نور کا سرچشمہ ہے) کا مطالعہ کر کے ضلالت، شقاوت اور ظلمت کے اندھیروں سے نکل کر موحد بن جائیں اور رحمت للعالمین کے جھنڈے تلے پناہ لیکر جنت کے وارث بنیں اور دوزخ کے ہیبت ناک عذاب سے نجات پائیں۔ وَمَا عَلَيْنَآ اِلَّا الْبَلٰغُ

دارالعلوم مدنیہ کے داخلہ کے پروگرام میں توسیع

عربی علوم حاصل کرنے والے طلبہ کو مطلع کیا جاتا ہے کہ دارالعلوم مدنیہ میں دس طلبہ کے مزید داخلہ کی گنجائش رکھی گئی ہے۔ طلبہ جلد از جلد دارالعلوم میں داخلہ لینے کی کوشش کریں۔ امسال بھی حسب سابق عام عربی درسگاہوں کی طرح تعلیم کے علاوہ ادیب، عربی عالم، عربی فاضل کی تیاری کرائی جائے گی۔ تین مدرس عربی درجہ میں پڑھانے کے لئے رکھے گئے ہیں۔

مہتمم دارالعلوم مدنیہ ڈسکہ کلاں
محمد فیروز خان فاضل دیوبند
مولوی فاضل۔

مقابلہ حسن

صدر مملکت کی خدمت میں اپیل۔

مقام تعجب و حیرت ہے کہ جس مملکت کے عوام ہی نہیں بلکہ صدر مملکت تک ملک میں اسلامی قانون قائم کرنا چاہتے ہیں اور تمام احکام کو قرآن و سنت کی روشنی میں ڈھالنے کا عزم کر چکے ہیں وہاں پر مقابلہ حسن جیسی بیحیائی اور فحاشی کا آغاز کرنے کی ناپاک کوشش کی جا رہی ہے۔ ہم ادارہ سنڈے کو بتا دینا چاہتے ہیں کہ اس ملک کے عوام اسلام کے منافی اور صریحاً اسلامی لاج کے خلاف ایسی چیزوں کو کبھی برداشت نہیں کر سکتے۔ اس کے علاوہ ہم جناب صدر مملکت سے بھی مؤدبانہ گذارش کرتے ہیں کہ قرآن و سنت کو اس سرزمین پر اسی وقت عملی جامہ پہنانے کی مدد مل سکتی ہے۔ جبکہ اسلام کے منافی اشیاء کا استیصال یا کم از کم ان کو فروغ دینے سے بچایا جا سکے اس لئے ہمیں ان سے قوی امید ہے کہ مقابلہ حسن اور اس جیسی ہر مخالف اسلام تحریک کو کچل دیں گے جس سے ہمارے وطن عزیز کی نہیں بلکہ ہماری روح و جان اسلام کی ساکھ بھی متاثر ہوتی ہے فحاشی پھیلانے والوں کیلئے دنیا و آخرت میں دردناک سزا ہے۔ (القرآن۔

(۲۲ — دستخط) خالد اشرف۔

حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی نماز

عزیز بچّو! آج ہم تمہیں اپنے ایک بزرگ کی نماز کا حال بتانا چاہتے ہیں۔ ان کا نام حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ہے۔ ہم سب حنفی ہیں اور امام صاحبؒ کے مقلّد کہلاتے ہیں۔ ان کی نماز کا حال ذرا غور سے پڑھو، اور کوشش کرو کہ تم بھی اسی طرح کی نماز پڑھ سکو۔

اقامت الصلوٰۃ میں چار چیزوں کو پیش نظر رکھنا نہایت ضروری ہے:۔

(۱) پابندیٔ وقت۔

(۲) تعدیل ارکان یعنی رکوع، سجود، قعود، قیام میں اعتدال۔

(۳) خشوع و خضوع

(۴) باجماعت نماز پڑھنا۔

امام صاحبؒ کو ان چار چیزوں کا خیال رہتا تھا۔ اس میں سے کسی ایک چیز کو بھی کبھی ترک نہیں کیا۔ مگر افسوس آج ہم حنفی کہلانے والے کسی ایک بات کا بھی خیال نہیں کرتے۔

خشوع و خضوع تو نام کو بھی نہیں رہا اور تعدیل ارکان کے ساتھ تو اتنا ظلم ہو رہا ہے کہ توبہ بھلی۔ امام صاحبؒ آہستہ اور آرام سے نماز پڑھا کرتے تھے اور آپ پر نماز میں وہ رقت طاری ہوتی اور ایسا خشوع پیدا ہوتا کہ آج اس کا تصوّر بھی محال ہے۔

علّامہ ذہبیؒ لکھتے ہیں کہ "آپ کی عبادت اور نماز میں خشوع و خضوع کے واقعات تواتر کی حد کو پہنچ گئے ہیں۔" آپ پر اکثر نماز میں یا قرآن پڑھنے کے وقت رقت طاری ہو جاتی اور آپ گھنٹوں رویا کرتے۔

امام بصریؒ کا بیان ہے کہ ایک دفعہ نماز فجر میں میں امام ابو حنیفہؒ کے ساتھ شریک تھا۔ امام جماعت نے جب یہ آیت پڑھی وَلَا تَحْسَبَنَّ اللّٰہَ غَافِلًا عَمَّا یَعْمَلُ الظّٰلِمُوْنَ۔ یعنی خدا کو ظالموں کے کردار سے بے خبر نہ سمجھنا" تو امام صاحبؒ پر ایسی حالت طاری ہوئی کہ سارا بدن کانپنے لگا۔

زائدہؒ کا بیان ہے کہ ایک بار مجھے امام صاحبؒ سے ایک مسئلہ دریافت کرنا تھا۔ میں آپ کے ساتھ نماز عشاء میں جا شریک ہوا اور خیال کیا کہ بعد نماز دریافت کر لوں گا۔ چنانچہ میں انتظار میں بیٹھا رہا۔ امام صاحبؒ نفل پڑھ رہے تھے۔ جب اس آیت پر پہنچے: وَقٰنَا عَذَابَ السَّمُوْمِ تو بار بار اس کو پڑھتے تھے اور روتے تھے یہاں تک کہ صبح ہو گئی اور آپ یہی آیت پڑھتے رہے۔ ایک بار اس آیت پر رُک گئے: بَلِ السَّاعَةُ مَوْعِدُهُمْ وَالسَّاعَةُ اَدْهٰى وَاَمَرُّ اور اسی آیت کو ساری رات پڑھتے رہے اور روتے رہے۔

یزید بن کمیتؒ کا بیان ہے، کہ ایک بار عشاء کی نماز میں علی بن حسینؒ نے جو امام جماعت تھے سورۂ زلزال پڑھی۔ جب وہ اس آیت پر پہنچے: وَمَنْ یَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا یَّرَہٗ تو امام ابو حنیفہؒ پر رقت طاری ہو گئی۔ جب نماز پوری ہو گئی اور تمام لوگ چلے گئے تو میں نے دیکھا کہ امام ابو حنیفہؒ اسی طرح بیٹھے ہیں اور متفکرانہ سانس لے رہے ہیں۔ میں نے خیال کیا کہ شاید اس حالت میں میری آواز سن کر آپ کا دل میری طرف مشغول ہو کر اکھڑ نہ جائے۔ میں نے مناسب سمجھا کہ چلا جاؤں۔ چنانچہ میں اٹھا اور چراغ جس میں تھوڑا سا تیل تھا اسی طرح جلتا ہوا چھوڑ گیا۔ صبح ہونے پر جو نماز کے لئے مسجد میں آیا تو کیا دیکھا کہ آپ اسی طرح بیٹھے ہیں اور اسی مضمون کے پیش نظر جناب باری میں ان الفاظ سے تضرّع کر رہے ہیں یا مَنْ یَّجْزِیْ بِمِثْقَالِ ذَرَّةٍ خَیْرٍ خَیْرًا وَّیَا مَنْ یَّجْزِیْ بِمِثْقَالِ ذَرَّةٍ شَرٍّ شَرًّا اَجِرِ النُّعْمَانَ عَبْدَكَ مِنَ النَّارِ وَمَا یُقَرِّبُ مِنْهَا مِنَ السُّوْءِ وَاَدْخِلْهُ فِیْ سَعَةِ رَحْمَتِكَ۔" یعنی اے اللہ! جو تو ہر شخص کو اس کی ذرّہ بھر نیکی کی نیک جزا دے گا اور ذرّہ بھر بدی کے بدلے سزا دے گا۔ اپنے بندے نعمان کو دوزخ سے بچا لے اور ان برائیوں سے ہٹا لے جو دوزخ کے قریب کر دیتی ہیں۔ مولا! تیری رحمت بڑی وسیع ہے۔ نعمان کو اپنے سائے میں لے لے۔"

یزید بن کمیتؒ کہتے ہیں کہ میں نے صبح کی اذان کہی۔ ابھی چراغ ٹمٹما رہا تھا۔ میں اسے ٹھیک کرنے لگا۔ تو امام صاحبؒ متوجّہ ہوئے اور پوچھا کہ کیا چراغ بجھانا چاہتے ہو۔ (گویا آپ کے نزدیک ابھی عشاء کا ہی وقت ہے) میں نے کہا کہ "میں نے تو صبح کی اذان بھی کہہ دی ہے۔" آپ نے فرمایا کہ "اچھا تو نے جو کچھ دیکھا ہے اسے پوشیدہ رکھنا اور کسی سے ذکر نہ کرنا" پھر دو رکعت نماز پڑھی اور اسی شب اوّل کے وضو سے صبح کی نماز ادا کی۔ اللہ اللہ خشیت الٰہی ہو تو ایسی ہو۔ نماز ہو تو اس شان کی ہو۔ دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ سب مسلمانوں کو ایسی ہی نماز پڑھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

⁂

پنج وقتہ نماز نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی معراج کی یادگار ہے۔ پنج وقتہ نماز ہی وہ فریضہ ہے جو امّت محمدیہؐ کو حضرت جبرئیل علیہ السلام کے ذریعہ نہیں بلکہ باری تعالیٰ نے اپنے پیارے پیغمبر نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کو اپنے پاس بُلا کر عطا کی۔

نماز ہی وہ عبادت ہے جس کا قیامت کے دن سب سے پہلے سوال ہوگا۔

نماز سے آنکھوں میں ٹھنڈک اور دل میں نور پیدا ہوتا ہے۔

نماز خدا کا فریضہ اور ذریعۂ نجات ہے۔

عبادت خداوندی کے وقت یہ سمجھو کہ گویا خدا کو اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہو۔ اگر اتنا تعلق اور اخلاص پیدا نہ ہو سکے تو یقین رکھو کہ اللہ تعالیٰ تم کو دیکھ رہا ہے۔

ایڈیٹر
عبدالمنان
چوہان

شرح چندہ
سالانہ گیارہ روپے، ششماہی چھ روپے
سہ ماہی تین روپے

منظور شدہ
محکمہ جیل مغربی پاکستان

رجسٹرڈ ایل ۶۰۴۷

منظور شدہ محکمہ تعلیم (۱) لاہور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری ۷/۱۶۳۲۱ مورخہ ۳ مئی سنہ ۱۹۵۶ء (۲) پشاور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری T.B.C ۲۴۸۱/۲۳ مورخہ ۷ ستمبر ۱۹۵۶ء

فیروز سنز لمیٹڈ پریس لاہور باہتمام مولوی عبیداللہ انور پرنٹر پبلشر نے چھپا اور "خدام الدین" شیرانوالہ دروازہ لاہور سے شائع کیا